احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

مارچ 2017ء

قرآن مجید معرفتِ الٰہیہ کا ذریعہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

عظمت و رفعت کا اعلیٰ معیار
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

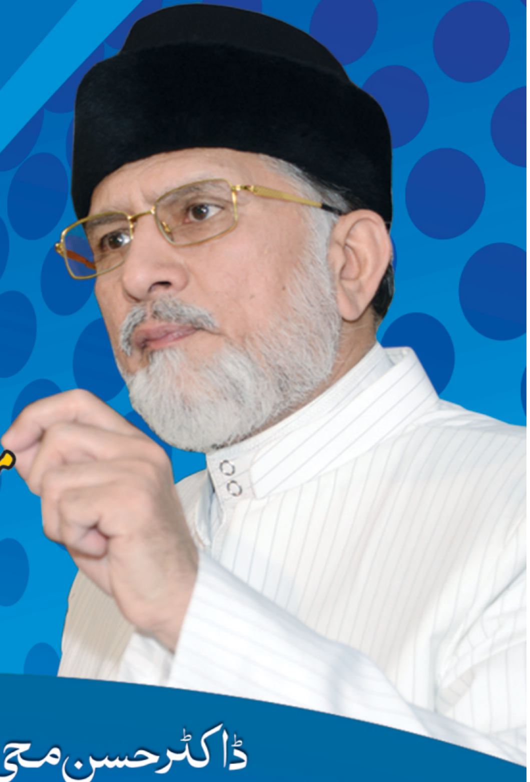

سانحہ ماڈل ٹاؤن:
ماسٹر مائنڈز کو کٹہرے میں کون لائے گا۔۔۔؟

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ یورپ

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورہ اٹلی

احیائے اسلام اور امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

جلد ۳۱ شمارہ 3 / جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ / مارچ 2017ء

حسنِ ترتیب

اداریہ۔۔ مفادات کی قربانی اور بیداریٔ شعور ناگزیر ہے		3
(القرآن) ۔قرآن مجید معرفت الٰہیہ کا ذریعہ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
(الفقہ) ۔آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	11
عظمت و رفعت کا اعلیٰ معیار۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	15
ثمر بار محبتیں۔۔۔ سدا بہار چاہتیں	راشد حمید کلیامی	20
حرفِ آرزو اِک گُل کے روبرو	منیر احمد ملک	23
سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ کیس اور انسدادِ دہشتگردی کی عدالت کا فیصلہ	عین الحق بغدادی	27
MQI اور اسکے فورمز کے مابین ''کوآرڈینیشن'' پالیسی		32
سانحہ ماڈل ٹاؤن: احتجاجی ریلی (لاہور)		34
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورۂ یورپ		35
منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام ضربِ امن مہم		37
خانقاہ ڈوگراں اور گجرات میں اجتماعی شادیوں کی پروقار تقاریب		39

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
طالب حسین سواگی

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈا پور
احمد نواز انجم، جی ایم ملک
سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری
غلام مرتضیٰ علوی، نوراللہ صدیقی، فرح ناز

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر	محمد اشفاق انجم
گرافکس	عبدالسلام
خطاطی	محمد اکرم قادری
عکاسی	قاضی محمود الاسلام

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک
مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا،
کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے
متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

Phone: UAN:042-111-140-140 Ext:128

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ

ہونٹوں پہ مرے صبح و مسا حمد ہے تیری
ہر درد کی بے مثل دوا حمد ہے تیری

کیا لفظ ہے الحمد لک الحمد الٰہی!
ہر نعمتِ عظمٰی کی جزا حمد ہے تیری

تکبیر ہو تہلیل ہو تسبیح کہ تحمید
لاریب یہ سب ذکر و ثنا حمد ہے تیری

تو سرورِ کونین کا خالق ہے خدایا
ہر نعتِ نبی صلِّ علیٰ حمد ہے تیری

کلیوں کی مہک باغ میں غنچے کا چٹکنا
قمری کی سرِ شاخ نوا حمد ہے تیری

کرتی ہے ترا ذکر شب و روز کی گردش
مہر و مہ و انجم کی ضیا حمد ہے تیری

والفجر ہو والشّمس ہو والنجم کہ اخلاص
قرآن بھی اے ذات ورا حمد ہے تیری

سینے میں دھڑکتا ہوا دل تیرا ثنا گو
بندے کی بصد عجز دعا حمد ہے تیری

شہزؔاد ترے نام کا ذاکر ہے ازل سے
آئینہ الطاف و عطا حمد ہے تیری

﴿شہزاد مجددی﴾

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

حضورؐ، آپؐ کے دیدار کی طلب ہے شدید
ملے ریاضؔ کو طیبہ میں حاضری کی نوید
مجھے حضورؐ کی نگری میں پھر پہنچنا ہے
غبارِ راہ تُو افکارِ لب کشا کو خرید
بہار آئے گی شہرِ حضورؐ سے اک دن
ضرور پگھلے گا بستی کے آمروں کا حدید
جھڑیں گے جن کے قلم سے گلاب مدحت کے
فقط ملے گی انہیں جبرئیل کی تائید
نظام آپؐ کا زندہ معاشروں کا نصاب
ہر ایک لفظ ہے مکر و فریب کی تردید
حضورؐ، دشت میں بکھرا ہے خون اصغر کا
حصارِ شر میں کھڑے ہیں نئی صدی کے یزید
فساد و فتنہ و شر سر اٹھائے پھرتے ہیں
مفادِ شب کے خداؤں کو خودکشی کی وعید
خبر کرو مری بستی کے نوجوانوں کو
نمازِ عشقِ محمدؐ ہے ارتقا کی کلید
فلک کے چاند ستارے سبھی اُسی کے ہیں
افق افق پہ گل افشاں ہے خوشبوئے تمجید
خدا کی ساری خدائی ہے آپؐ کی ممنون
حضورؐ، آپؐ کا ہر لفظ منشائے توحید
نجاتِ اخروی کا راستہ یہی ہے ریاضؔ
کہ جان و دل سے کریں لوگ آپؐ کی تقلید

(ریاض حسین چودھری)

اداریہ

مفادات کی قربانی اور بیداریٔ شعور ناگزیر ہے

بلاشک و شبہ جمہوری ممالک میں جمہوریت کے ثمرات سے عوام ضرور بالضرور مستفید ہوتی ہے، اس لئے کہ اس طرزِ حکمرانی میں عوام حقیقی معنوں میں اقتدار میں شریک ہوتی ہے، اُسے اپنے نمائندگان کے نہ صرف انتخاب بلکہ انہیں مسترد کرنے کا بھی حق حاصل ہوتا ہے۔ جمہوری ممالک میں عوام کے نمائندے عوام کے حقوق کے محافظ ہوتے ہیں اور ملکی وسائل کے امین کے طور پر عوام کے وسیع تر مفاد کے لئے ایک ایک پائی نہایت احتیاط سے خرچ کرتے ہیں۔ کروڑوں اور اربوں کی کرپشن تو بڑی دور کی بات محض سرکاری سٹیشنری کے غلط استعمال پر انہیں اپنے عہدہ سے سبکدوش ہونا پڑجاتا ہے۔ حتی کہ عوام کی رائے ان کے برخلاف آجائے تو وہ بغیر کسی مطالبہ کے خود ہی اپنا فرضِ منصبی چھوڑ دیتے ہیں اس لئے کہ جمہوریت میں افراد نہیں ادارے اور عوام طاقتور ہوتے ہیں۔

ملکِ پاکستان اپنی جغرافیائی صورت حال، قدرتی وسائل کی بہتات اور محنتی افرادی قوت کی بناء پر دنیا کے خوش قسمت ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے مگر افسوس کہ ہم اس جمہوریت کے فوائد و ثمرات سے محروم ہیں، اس لیے کہ ملک میں جمہوریت کے نام پر شخصی اور خاندانی بادشاہت مسلط ہے، آمرانہ رویوں کو جمہوریت کا لباس پہنا دیا گیا ہے جسے موجودہ فرسودہ نظام اور نااہل حکمران تحفظ فراہم کررہے ہیں۔ عوام کو حقوق دینا تو دور کی بات حقوق کا شعور دینا بھی مقتدر طبقات کے نزدیک جرم ہے۔

حکومت کی کارکردگی یہ ہے کہ نندی پور پاور پراجیکٹ، سکول، کالج اور ائیرپورٹس ٹھیکے پر دیئے جارہے ہیں۔ جعلی سٹنٹ، جعلی دوائیاں اور جعلی آلات جراحی کی فروخت اپنے عروج پر ہے، مریض ہسپتالوں کی راہداریوں میں مر رہے ہیں، 80 فی صد آبادی صاف پانی سے محروم ہے، منتخب بلدیاتی نمائندے اختیارات سے محروم ہیں، سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء 27 ماہ سے انصاف کیلئے دربدر ہیں، کرپٹ حکمران عوام کو بنیادی سہولیات، صحت، تعلیم، روزگار اور تحفظ دینے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکے ہیں، پانامہ کرپشن میں ملوث ارباب اقتدار کے ذاتی کاروبار خوب ترقی کر رہے ہیں اور ملکی اداروں کو بدنیتی سے تباہ کیا جا رہا ہے، نااہل حکمرانوں کی وجہ سے ملک اور عوام بے پناہ مسائل کی دلدل میں دھنس چکے ہیں۔

موجودہ حکمرانوں کا طرز حکمرانی قائداعظم کی فکر اور آئین پاکستان سے متصادم ہے۔ بدقسمتی سے اقتدار پر عوام کے بجائے اشرافیہ قابض ہے۔ ''سٹیٹس کو'' کے پیداوار حکمرانوں نے سیاسی، سماجی اور معاشی استحصال کو جمہوریت کا نام دے رکھا ہے۔ بقیہ مسائل اور معاملات کی طرف حکومتی توجہ اور دلچسپی تو ایک طرف، موجودہ کرپٹ حکمران قومی سلامتی کے ساتھ بھی سنجیدہ نہیں ہیں۔ قومی ایکشن پلان کو سبوتاژ کرنے، رینجرز کے اختیارات میں توسیع نہ کرنے، پنجاب میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن نہ کرنے اور فوجی عدالتوں کو متنازعہ بنا کر حکمرانوں نے دہشت گردی کی جنگ کے حوالے سے قوم کو متحد کرنے کے بجائے کنفیوژ اور تقسیم کیا اور دہشت گردی کے خاتمے کی جنگ کو ادھورا چھوڑ دیا، جس کی وجہ سے دہشت گرد پھر متحرک ہو گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حکمران دہشت گردی کی جنگ کو منطقی انجام تک پہنچانے میں سنجیدہ ہی نہیں ہیں۔

قوم جاننا چاہتی ہے دہشت گردوں کے پھانسی چڑھنے سے حکمرانوں کے کون سے مفادات متاثر ہورہے تھے؟ اصل میں دہشتگردوں کے سپورٹر اور پروموٹر اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہیں۔ دہشتگردی ختم ہوئی تو ان کا اقتدار اور سیاست بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیےختم ہو جائیگی کیونکہ یہ دہشت گرد گروپوں کی حمایت سے اقتدار حاصل کرتے اور انہیں بچاتے ہیں۔

گذشتہ ماہ مال روڈ لاہور اور ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والے خودکش دھماکے، حکومت اور قانون نافذ کرنیوالے اداروں کی مشترکہ ناکامی ہے۔حکومت نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی عوام کے جان و مال کے تحفظ کے ضمن میں مجرمانہ کردار کا مظاہرہ کیا۔خودکش دھماکے سے ثابت ہوگیا کہ دہشتگرد اور انکے سہولت کار ختم نہیں ہوئے، وہ آج بھی ان حکمرانوں کے دائیں بائیں موجود ہیں۔قومی ایکشن پلان کو سرد خانے میں رکھنے والے اور پنجاب میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کی مخالفت کرنے والے حکمران ان شہادتوں کے ذمہ دار ہیں۔ جب تک موجودہ حکمران اور یہ قاتل نظام برقرار رہے گا، عوام اسی طرح عدم تحفظ کا شکار رہے گی اور اپنے جان و مال سے ہاتھ دھوتی رہے گی۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن بھی ان حکمرانوں کے خلاف ایک واضح چارج شیٹ ہے۔ پوری دنیا نے میڈیا کے ذریعے ریاستی دہشت گردی کا بدترین اظہار اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر آج تک شہداء کے ورثاء انصاف کی تلاش میں ہیں۔پوری دنیا میں امن کا پرچم لہرانے والوں کے خلاف حکومت نے دہشتگردی کے جھوٹے مقدمات درج کروا رکھے ہیں۔عوامی تحریک کے 580 بے گناہ کارکنوں کو بھکر، گوجرانوالہ، راولپنڈی، سرگودھا کی عدالتوں میں دہشتگردی کے الزامات کے تحت آج بھی طلب کیا جاتا ہے اور 10 کارکن جیلوں میں ہیں۔ لاہور کی انسداد دہشتگردی کی عدالت میں ہمارے 42 کارکنوں کو اپنے ہی 14 کارکن قتل کرنے کے الزام پر ہر تاریخ پر طلب کیا جاتا ہے مگر دوسری طرف اسی سانحہ کا ایک کردار پولیس کی سرپرستی میں توڑ پھوڑ کرنے کے باوجود باعزت رہا ہوجاتا ہے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس اصل میں انصاف بمقابلہ ظلم ہے۔ یہ کیس قانونی، اخلاقی، انسانی جنگ ہے جسے ہم آخری سانس تک لڑیں گے۔ انسداد دہشت گردی کی عدالت نے ہماری طرف سے دائر کردہ استغاثہ کے فیصلہ میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل ذمہ داران اور ماسٹر مائنڈز کے بجائے پولیس افسران و اہلکاران کو طلب کیا ہے جبکہ ہمارا اصل ہدف ماسٹر مائنڈز اور سرغنوں کو کٹہرے میں لانا اور انصاف بشکل قصاص حاصل کرنا ہے۔

جب تک یہ نظام اور یہ ''سلاطین'' موجود ہیں کوئی ادارہ ان کا احتساب کرسکتا ہے نہ مواخذہ۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جس کیس میں شریف برادران کو سزا کا خطرہ ہوگا اس کیس کا فیصلہ نہیں آئیگا کیونکہ پوری حکومتی مشینری اور قومی اداروں میں ان کے زرخرید غلام بیٹھے ہیں جو ان کے مفادات کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان میں حقیقی جمہوریت اور حقیقی تبدیلی کے لیے موجودہ حکمرانوں اور فرسودہ سیاسی نظام کو اکھاڑنا ہوگا۔ اس کے لیے عوام کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے باہر نکلنا ہوگا۔ حقیقی جمہوریت کی مضبوط بنیاد رکھنا ہوگی تب کہیں جا کر عوامی حقوق کا تحفظ ممکن ہوگا اور قوم خوشحال اور پرامن معاشرے کے اثرات سے مستفید ہوگی۔ مفادات کی قربانی اور شعور کی بیداری کے بغیر حقیقی تبدیلی کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید معرفتِ الٰہیہ کا ذریعہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی علمی و فکری خطاب☆

مرتّب: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد خلیق عامر

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ.

"وہ رات کی ساعتوں میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور سربسجود رہتے ہیں"۔ (آل عمران:۱۱۳)

قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ شغف اور اس کی رغبت دلوں میں پیدا کرنے کے چار درجات ہیں:

۱۔ قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) ذوق اور شوق سے پڑھنا۔

۲۔ قرآن مجید کے معانی، مطالب، مفاہیم، مراد اور پیغام کو سمجھنا۔ یعنی ترجمہ اور تفسیر کے ذریعے یہ جاننا کہ جو ہم پڑھ رہے ہیں اور جو اس میں کہا گیا ہے، وہ پیغام کیا ہے؟ قرآن ہم سے کیا چاہتا ہے؟

۳۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے بعد اپنی زندگی میں ڈھالنا یعنی اس کی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانا۔

۴۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو آگے پہنچانا تا کہ دوسرے لوگ بھی اس نعمت میں شریک ہوں اور وہ بھی اس نورِ ہدایت سے فیض یاب ہوں۔

حقیقتِ قرآن

قرآن مجید کی حقیقت کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے یہ امر ذہن نشین رہے کہ حقیقتیں دو طرح کی ہیں:

۱۔ ایک حقیقت خالق ہے ۲۔ ایک حقیقت مخلوق ہے

خالق یعنی اللہ ایک ہے اور اس کے سوا باقی جو کچھ ہے وہ اُس کی مخلوق ہے۔ ہم سب حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی سمیت کل انبیاء، صحابہ، اہل بیت اطہار، اولیاء، صالحین جتنے بھی انسان ہیں ہم سب مخلوق ہیں۔ اس ساری روئے زمین پر ہمارے درمیان کوئی ایسی شے نہیں ہے جو ہم میں سے نہ ہو یعنی مخلوق کی جنس میں سے نہ ہو۔

دوسری طرف یہ امر بھی ذہن میں رہے کہ کوئی ایسی حقیقت نہیں ہے جو اللہ اور ہمارے (مخلوق) درمیان مشترک ہو اور ہمارے لئے اللہ کی قربت کا ذریعہ بن سکے۔ سوائے قرآن مجید کے جو ہمارے پاس اللہ کی ایک نعمت ہے۔ قرآن مجید ایک ایسی واحد حقیقت ہے جو مخلوق نہیں ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے، یہ نہ خالق ہے اور نہ مخلوق۔ یہ ہمارے اندر ہے، ہمارے ہاتھوں میں ہے، ہماری آنکھوں کے سامنے ہے مگر مخلوق میں سے نہیں ہے۔ گویا اللہ رب العزت نے ہمیں ایک ایسی چیز عطا کی ہے جو ہمارے درمیان موجود تو ہے لیکن مخلوق نہیں ہے۔

قرآن مجید صفاتِ الٰہیہ کا مظہر ہے

قرآن مجید کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ یہ نہ خالق ہے اور نہ مخلوق ہے بلکہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے، اللہ کا کلام ہونے کی وجہ سے اس کی ایک صفت ہے۔ معتزلہ کا موقف یہ تھا کہ قرآن مخلوق ہے، اس پر وہ عقلی دلائل دیتے۔ انہوں نے خلافتِ عباسیہ کے سلاطین کو بھی اس موقف پر اپنا ہمنوا بنالیا تھا۔ اس دور میں امام احمد بن

☆ (خطاب نمبر: Aa-19) (27 نومبر 2016ء)

حنبلؒ اور دیگر ائمہ کو محض اس وجہ سے کوڑے لگے اور سزائیں دی گئیں تھیں کہ وہ قرآن کو مخلوق نہیں مانتے تھے۔ قرآن مجید کی حقیقت یہ ہے کہ یہ غیر مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کے ناطے اس کی صفت ہے۔ یاد رہے کہ صفت ذات کا عین بھی نہیں ہوتی اور ذات کا غیر بھی نہیں ہوتی اور یہی اصل عقیدہ ہے۔

بلا تشبیہ و بلا مثال اس مسئلہ کو اس طرح واضح کرتا ہوں کہ ہم جو لباس پہنتے ہیں، یہ لباس ہماری صفت نہیں ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم ہر روز اپنے لباس کو بدلتے ہیں اور جو بدلا جائے وہ صفت نہیں ہے۔ پس لباس ہماری ضروریات میں شامل ہے، صفت نہیں ہیں۔ صفت کیا ہے؟ ہمارا رنگ، قد و قامت اور مزاج ہماری صفات ہیں کہ ہم اُس کو اتار کر پھینک نہیں سکتے۔ لہذا جو نہ اتارا جا سکے اور نہ بدلا جا سکے، وہ صفت ہے۔

صفت، ذات بھی نہیں ہے اور ذات سے جدا بھی نہیں ہے۔ یعنی ہمارے رنگ، اوصاف اور مزاج کو ہماری ذات بھی قرار نہیں دیا جاسکتا اور ذات سے الگ کوئی چیز بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اس کو کہتے ہیں ''لا عین ولا غیر'' کہ صفات نہ عینِ ذات ہیں اور نہ ذات کی غیر ہیں۔ نہ ذات ہیں اور نہ ذات سے جدا ہیں۔ ذات اور صفت لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ اس طرح جڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ آپ اُن کو غیر کر کے بھی نہیں دیکھ سکتے۔ یہ ''جوہر'' اور ''عرض'' کا ایک تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً:

اگر کوئی اپنے کسی مزاج کو اپنے سے الگ کرنا چاہے کہ دیکھے اُس کے مزاج کا الگ وجود کیا ہے؟ تو اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ مزاج تو اُس کی شخصیت کے ساتھ تھا۔ غصیلی طبیعت والا چاہے کہ میں ''غصہ'' کو شخصیت سے الگ کر کے، اپنی ذات سے ہٹا کر دیکھنا چاہتا ہوں تو غصے کو وہ اپنے وجود اور ذات سے الگ کر کے نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں جب بندہ غصے میں آئے گا تو وہ اس سے ظاہر ہوگا اور ظاہر تب ہی ہوگا اگر وہ اس کے وجود کے اندر ہوگا۔ پس صفت ایک ایسی چیز ہے جو ذات سے جدا نہیں ہوسکتی اور جدا کریں تو اُس کا وجود ہی نہیں۔ ذات اور صفت کا تعلق یہ ہے کہ صفت ذات کے ساتھ ہے، ذات میں ہے مگر یہ ذات نہیں ہے۔

اسی طرح کمزوری اور طاقت الگ الگ صفات ہیں۔ اگر ہم چاہیں کہ اس کو ذات سے الگ کر دیں اور دیکھیں کہ کسی شخص میں کمزوری اور طاقت کتنی ہے، کہاں ہے اور اس کا وجود کیا ہے؟ تو یہ سب ہم نہیں دیکھ سکتے۔ کمزوری اور طاقت کا جسم میں ہی پتہ چلے گا۔ بیماری و صحت ہے تو جسم کے ساتھ ہی ہے۔ اگر چاہیں کہ الگ کر کے صحت کو دیکھیں کہ صحت کیسی ہوتی ہے تو یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ ہم اس کو محسوس اشیاء کی طرح معلوم کر سکیں۔ معلوم ہوا صحت، جسم کی صفت ہے۔ اُس کے جوہر کے ساتھ ایک عرض ہے۔ جسم اور وجود ہے تو صفتِ صحت بھی ہے اور صفتِ بیماری بھی ہے، غصہ بھی ہے اور نرم مزاجی بھی ہے، خوش اخلاقی بھی ہے اور بداخلاقی بھی ہے۔ گویا صفات کی ایک طویل فہرست بناتے چلے جائیں تو تمام صفات اُس شخص کے وجود کے ساتھ ہیں، الگ سے ان کا کوئی وجود نہیں۔ نہ وہ وجود کا عین ہیں اور نہ وجود کا غیر ہیں۔

ان امثال سے صفت کا ذات کے ساتھ تعلق کا مفہوم جاننے کے بعد آیئے اب اصل مسئلہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے۔ قرآن، اللہ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آقا علیہ السلام کے وسیلہ سے قرآن مجید عطا فرمایا۔ کوئی اپنی صفت کسی کو نہیں دیتا اور صفت اس وجود سے الگ بھی نظر نہیں آسکتی۔ یہ واحد اللہ ہی کی شان ہے کہ اُس نے اپنی صفتِ کلام، قرآن کی صورت میں حضور ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے ہمیں عطا کر دی۔

قرآن کا ذاتِ الٰہی سے اس قدر گہرا تعلق ہے

کہ باہم اتنے جڑے ہوئے ہیں کہ انہیں جدا نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اللہ کے کلام (قرآن) کو اللہ کی ذات کے ساتھ دیکھیں۔ اس قرآن میں گم ہونا گویا اللہ کی ذات میں گم ہونا ہے۔۔۔ اس سے جڑ جانا، اللہ سے جڑ جانا ہے۔۔۔ اس قرآن کو دل اور من میں اتار لیا تو گویا اللہ دل میں آ گیا۔ اس لئے کہ اس کی صفتِ کلام نے اس سے جدا ہونا ہی نہیں ہے۔ گویا جہاں قرآن جائے گا، اللہ وہیں ہوگا۔ جس دل میں اللہ آ جائے گا، اُس دل میں رحمت آئے گی کیونکہ رحمت اللہ کی صفت ہے۔۔۔ جس دل میں اللہ آ جائے گا، وہ دل زندہ ہو جائے گا کیونکہ حیات اللہ کی صفت ہے۔۔۔ اللہ جس دل میں سما گیا وہاں تجلیاتِ الٰہیہ بھی آ جائیں گی اور اللہ کی صفات کے انوار بھی آ جائیں گے۔

اللہ نے اپنی ایک صفت اور کلام ہمیں عطا کیا ہے اور ہم کتنے نادان ہیں کہ اس سے اپنا رخ موڑے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہماری محبت ہی نہیں۔ یہ ہمارے گھروں میں ہوتا ہے مگر ہمیں اس کے ساتھ شغف ہی نہیں ہے۔ نہ اس کو ہم پڑھتے ہیں، نہ اس کو سمجھتے ہیں، نہ اس پر عمل کرتے ہیں، نہ اس کے پیغام کو مانتے اور پہچانتے ہیں اور نہ ہی اسے آگے پہنچاتے ہیں۔

افسوس! ہم اسے پہچانتے ہی نہیں کہ یہ ہے کیا؟ یاد رکھیں کہ یہ اللہ کی صفت ہے۔ اس کے ساتھ جڑنے کا مطلب اللہ سے جڑ جانا ہے۔ ہم اس کی برکتوں سے بالکل محروم ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس کو زندگیوں میں داخل کریں تاکہ ہمارے من اور ہمارے دل میں ’’اللہ‘‘ آ جائے۔ قرآن سے پیار کریں، اس سے پیار کرنے کا مطلب ’’اللہ‘‘ سے پیار کرنا ہے۔۔۔ قرآن مجید سے محبت کرنے کا مطلب ’’اللہ‘‘ سے محبت کرنا ہے۔۔۔ اس کے قریب ہو جانے کا مطلب ’’اللہ‘‘ کے قریب ہونا ہے۔۔۔ قرآن مجید کی معرفت کے حصول کا مطلب اللہ کی معرفت کا حصول ہے۔

سلف صالحین کی صحبت کا حصول

آقا علیہ السلام کے دور میں صحابہ کرامؓ کو آپ ﷺ کی ظاہری صحبت و قربت حاصل تھی۔ تابعین کو ظاہری طور پر صحابہ کی صحبت حاصل تھی۔ تبع تابعین کو تابعین کی صحبت حاصل تھی۔ الغرض کئی اشخاص کو مولا علی شیر خداؓ کی صحبت حاصل تھی اور کوئی حضرت امام زین العابدین، امام محمد الباقر، امام جعفر الصادق، سیدنا موسیٰ الکاظم، سیدنا غوث پاک، خواجہ اجمیر، حضور داتا گنج بخش علی ہجویری اور امام ابوالحسن شاذلی رحمہم اللہ کی صحبتیں میسر تھیں۔ یہ چیز اسلاف کے معمولات میں شامل تھی کہ وہ صالحین، اولیاء اور بڑوں کی صحبت میں بیٹھتے۔ امام اعظم ابوحنیفہؓ اور حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کے زمانہ میں لوگ اُن کے شاگرد بنتے اور اُن کی صحبت میں بیٹھتے۔ اسی طرح کوئی امام مالک کی صحبت میں بیٹھتا، کوئی امام شافعی، امام احمد بن حنبل، حضرت جنید بغدادی، سری سقطی، بایزید بسطامی، حضرت ذوالنون مصری اور حضرت معروف کرخی رحمہم اللہ کی صحبت میں بیٹھتا اور فیض پاتا۔

سمجھانا یہ مقصود ہے کہ ہر زمانے میں صحبتیں تھیں۔ اب وہ اچھے لوگ چلے گئے اور ہمارے جیسے بے کار لوگ موجود ہیں۔ ہماری مثال کسی پھل کے چھلکے اور بھوسے کی سی ہے۔ یعنی ہم بھوسا رہ گئے، چھان رہ گیا جو کسی کام کا نہیں ہے۔ آج اگر کوئی چاہے کہ وہ داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی صحبت میں بیٹھے تو کیا وہ بیٹھ سکتا ہے؟ ہاں اس کا بھی ایک طریقہ ہے اور وہ اِن اسلاف و صالحین کی صحبت آج بھی حاصل کرسکتا ہے۔ کس طرح؟ آیئے اس کو سمجھتے ہیں۔

اس نسخہ کو میں نے ساری زندگی استعمال کیا اور وہ یہ کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی صحبت پانے کے لئے ان کی تصنیف ’’کشف المحجوب‘‘ کی صحبت اختیار کرنا ہوگی۔ آج کشف المحجوب میں جو جتنا ڈوبے گا، بار بار پڑھے گا، وہ اتنی ہی صحبتِ ہجویریؒ سے فیض یاب ہوگا۔ اس

مشق، مجاہدے، ریاضت کا کرنے والے کو ہی پتہ چلے گا کہ اسے صحبت ملی یا نہیں۔ سن سنا کر یہ پتہ نہیں چلتا۔

اسی طرح کوئی چاہے کہ وہ حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کی صحبت میں بیٹھے تو وہ ''فتوح الغیب''، ''فیوضات ربانیہ'' اور ''غنیۃ الطالبین'' کی صحبت میں بیٹھے۔

امام غزالیؒ کی صحبت میں بیٹھنا چاہے تو ''احیاء العلوم'' کی صحبت میں بیٹھے۔

امام ابو طالب مکیؒ کی صحبت میں بیٹھنا چاہے تو ''قوت القلوب'' کی صحبت اختیار کرے۔

امام ابوالقاسم قشیریؒ کی صحبت اختیار کرنا چاہے تو وہ ''رسالہ قشیریہ'' کی صحبت اختیار کرے۔

امام سلمیؒ کی صحبت میں بیٹھنا چاہے تو وہ ''طبقاتِ سلمی'' کی صحبت میں بیٹھے۔

امام شافعی کی صحبت میں بیٹھنا چاہے تو اُن کی ''کتاب الام'' کی صحبت میں بیٹھے۔

جو چاہے کہ اِن صلحاء کی صحبت میں بیٹھوں تو وہ ان کی کتب کو ایسے پڑھ ڈالے جس طرح پڑھنے کا حق ہے۔ محض ورق گردانی اور عملی طور پر نہ اپنانے سے صحبت نہیں ملتی۔ محض ورق گردانی کرنا ایسا ہی ہے جس طرح کوئی کسی کو محض دیکھ کر گزر جائے۔ اس کتاب میں کھو جانا، اس کی تعلیمات کو عملی طور پر اپنانا ایسا ہے کہ جس طرح اس صاحبِ کتاب کی صحبت میں بیٹھے ہیں۔ پس صحبتِ کتاب کے ذریعے صاحبِ کتاب کی صحبت ملتی ہے۔

حضور ﷺ کی صحبت کا حصول کیونکر ممکن ہے؟

کوئی چاہے کہ آج حضور علیہ السلام کی صحبت میں بیٹھے تو اُس کے بہت سے طریقے ہیں۔ اُن میں سے ایک طریقہ و نسخہ یہ ہے کہ آقا علیہ السلام کی احادیث کی صحبت میں بیٹھیں۔ حضور کی سیرت طیبہ کی کتابیں پڑھیں۔ ابن ہشام، الروض الانف، طبقات ابن سعد، بخاری شریف، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی کو کھول لیں۔ علیٰ ہذا القیاس اس طرح کتب کا طویل سلسلہ ہے جن میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث اور آپ کی سیرت پاک کے شب و روز اور لمحہ لمحہ بیان ہوا ہے، ان کا مطالعہ ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت عطا کرتا ہے۔

ان کتب کے اندر ڈوبتے ڈوبتے قاری کی حالت ایسے ہو جائے گی جیسے وہ آقا علیہ السلام کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ آقا علیہ السلام منیٰ جا رہے ہیں، عرفات جا رہے ہیں، مزدلفہ جا رہے ہیں، مدینہ جا رہے ہیں تو ایک وقت آئے گا کہ اِن کتب سیرت و حدیث کا انہماک و ذوق سے مطالعہ کرنے والے محسوس کریں گے کہ وہ بھی پیچھے پیچھے ساتھ جا رہے ہیں۔ اس سے فنائیت کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ صاحبِ کتاب کی کتاب میں کوئی ڈوب جائے اور ایسا ڈوبے کہ اُس کا رنگ اپنے فہم، اپنے قلب اور اپنے ذہن پر چڑھالے اور اُس کی کیفیات اپنے من میں اتار لے تو وہ کتاب اُسے صاحبِ کتاب کی صحبت میں پہنچا دے گی۔

یہ ایک حقیقت ہے جو میں نے بیان کر دی۔ اب جو جتنا چاہے، اس میں ڈوب کر اتنا پا لے۔ میں نے تو اس نسخہ کو کمال تاثیر و اثرات کا حامل پایا اور اپنے معمولات میں شامل کیا ہے۔ جیسے بندہ پانی پی کر پیاس بجھاتا ہے اور آزما لیتا ہے کہ پانی پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے، اس طرح میں نے اس نسخہ کو آزمایا ہے کہ جو جتنا اِن کتب میں ڈوبتا ہے، اِتنا ہی وہ صاحبانِ کتب کی صحبت و قربت اور فیض کو پالیتا ہے۔ کتاب آقا علیہ السلام کی احادیث کی ہو یا اہل اللہ کی ہو، وہ کتاب، صاحبِ کتاب کی صحبت میں ضرور بالضرور پہنچاتی ہے بشرطیکہ ''قاری'' مطالعہ کا حق ادا کرنے والا ہو۔

تلاوتِ قرآن قربتِ الٰہیہ کا ذریعہ ہے

آقا علیہ السلام نے خود یہ اصول بیان فرمایا کہ

تلاوتِ قرآن کرنے والا اور اللہ کا ذکر کرنے والا اللہ کی قربت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

انا جلیس عبدی حین یذکرنی وانا معه اذا دعانی.

’’میں اپنے بندے سے اس وقت ہم مجلس ہوتا ہوں جبکہ وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے‘‘۔

یعنی وہ بندہ اللہ کی مجلس میں بیٹھ جاتا ہے، اللہ کی صحبت میں چلا جاتا ہے۔ پس جو قرآن میں ڈوب جاتا ہے تو قرآن چونکہ کلام ہی اُس کا ہے، لہذا قرآن قاری کو اللہ کی صحبت میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ اللہ کی صحبت کا ذریعہ ہے۔ فرامینِ مصطفیٰ ﷺ آقا علیہ السلام کی صحبت کا ذریعہ اور قرآن اللہ کی صحبت کا ذریعہ ہے۔ اس سے کتنا پیار و محبت والا تعلق اور عملی لگاؤ ہونا چاہیے، افسوس ہم نے اسے سمجھا ہی نہیں ہے۔

قرآن مجید میں تلاوتِ کتاب سے حاصل ہونے والی تاثیر اور اثرات کے حوالے سے جابجا ارشادات موجود ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَیْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ.

یہ سب برابر نہیں ہیں، اہل کتاب میں سے کچھ لوگ حق پر (بھی) قائم ہیں۔ (آل عمران:۱۱۳)

اس آیت میں اہلِ کتاب کا ذکر کیا جارہا ہے اور بطورِ خاص یہود کا ذکر ہے اور اُن اہل کتاب کا ذکر ہے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اگر وہ مسلمان ہو گئے ہوتے تو قرآن میں انہیں اہل کتاب نہ کہا جاتا بلکہ مومنین کہا جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے مسلمانو! اہل کتاب میں سب ایک جیسے نہیں ہیں، اُن کو ایک جیسا نہ سمجھو۔ اُن اہل کتاب میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو حق پر قائم ہیں۔ حق پر کیسے قائم ہیں؟ اللہ تعالیٰ اُن کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمارہا ہے:

یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ.

’’وہ رات کی ساعتوں میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور سربسجود رہتے ہیں‘‘۔ (آل عمران:۱۱۳)

لازمی بات ہے کہ وہ اہل کتاب قرآن کی تلاوت تو نہیں کرتے تھے۔ قرآن کی تلاوت تو اس وقت کرتے جب وہ مسلمان ہو گئے ہوتے اور اگر وہ مسلمان ہوگئے ہوتے تو تو اُن کو اہل کتاب نہ کہا جاتا بلکہ وہ تو ایمان والوں کے زمرے میں آجاتے اور اہل ایمان ہو جاتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جن آیتوں کی وہ تلاوت کرتے ہیں، اس سے مراد قرآن مجید کی آیات نہیں۔ اُن کے پاس تورات تھی۔ اگرچہ تحریف ہوگئی تھی مگر ’’الف‘‘ سے ’’ی‘‘ تک سارا کچھ تو نہیں بدلا تھا، کچھ آیات ابھی صحیح تھیں، کچھ میں کمی بیشی اور اضافات ہو گئے تھے۔ جتنا کچھ اللہ کا کلام صحیح تھا، وہ اس کی تلاوت کرتے۔ اللہ کو اُن کے اس عمل پر اتنی محبت آئی کہ فرمادیا: سارے اہل کتاب ایک جیسے نہیں بلکہ ابھی بھی کچھ ایسے ہیں جو میری آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں اور یہ حق پر ہیں۔ یہود اور اہل کتاب ہونے کے باوجود اللہ نے اِن لوگوں کی تعریف کی کیونکہ وہ اس کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔

رات کی ساعتوں میں تلاوتِ آیات کا ذکر کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو ساری صحبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ رات کے اندھیرے میں جس کی صحبت اپناؤ، بس اسی ایک کی صحبت رہ جاتی ہے، باقی صحبتیں خود بخود ختم ہو چکی ہوتی ہیں، سب صحبتوں کے دروازے بند ہو چکے ہوتے ہیں۔ فرمایا: رات کی ساعتوں میں میری آیات کی تلاوت کرتے ہیں یعنی اُس وقت میری صحبت میں آجاتے ہیں اور میرے کلام کو پڑھتے ہیں۔

☆ دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ.

’’اور (یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بعض سچے

عیسائی) جب اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول (ﷺ) کی طرف اتارا گیا ہے ”تو آپ ان کی آنکھوں کو اشک ریز دیکھتے ہیں۔ (یہ آنسوؤں کا چھلکنا) اس حق کے باعث (ہے) جس کی انہیں معرفت (نصیب) ہوگئی ہے“۔

پہلی آیت میں یہود (اہل کتاب) کی بات تھی، یہاں نصاریٰ (عیسائیوں) کی بات ہے۔ یہ بھی وہ ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ میں نے یہ دو آیتیں اس لئے چنی کہ مسلمان ہو جانے کے بعد تو تعریف ہوتی ہی ہے کہ مومن قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ مگر اسلام قبول کرنے سے پہلے تو اہل کتاب اپنے مذہب پر تھے، اُن کی اپنی مذہبی کتب کی تلاوت کے عمل کو بھی اللہ پاک نے محبت کے ساتھ یاد کیا۔ کیونکہ یہ ان کا عمل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے کا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُن میں سے بعض سچے عیسائی جب اُس قرآن کو سنتے ہیں جو رسول پاک ﷺ کی طرف نازل کیا گیا تو قرآن کی سماعت سے انہیں معرفت نصیب ہو جاتی اور اُس حق تک پہنچ جاتے ہیں جو اس کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کا سننا اُن کے دل کے تعلق کو اُس حق سے جوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ کہہ اٹھتے ہیں:

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ. (المائدة، ۵: ۸۳)

”ہم (تیرے بھیجے ہوئے حق پر) ایمان لے آئے ہیں۔ سو تو ہمیں (بھی حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے“۔

سنا پہلے تھا، آنکھیں پہلے چھلک گئی تھیں اور اُس کی تاثیر سے کہتے ہیں کہ ہم تیرے بھیجے ہوئے حق پر ایمان لے آئے ہیں سو تو ہمیں بھی حق کی گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اس گواہی دینے اور اسلام قبول کرنے سے قبل قرآن کو سن کر رو پڑنے کا اُن کا یہ عمل اور حال اللہ کو اس قدر پسند آیا اور اُن پر اس قدر محبت و پیار آیا کہ یہی محبت جو اللہ کے کلام کے ساتھ انہیں تھی، اس نے انہیں ایمان اور معرفت تک پہنچا دیا۔

مذکورہ آیات سے ثابت ہوا کہ اگر وہ لوگ جو ابھی مومن نہیں ہوئے تھے، اُن کا اپنی تورات میں اللہ کے کلام کو پڑھنا اور جو مومن نہیں ہوئے تھے اُن کا قرآن سن کر رو پڑنا اللہ کو اتنا محبوب تھا کہ وہ مومن ہو گئے اور وہ اللہ کی تعریف کے حقدار ہو گئے۔ نیز اسی ذریعے سے اُن کو اللہ کی قربت اور معرفت بھی نصیب ہوگئی۔

پس وہ لوگ جو مسلمان ہیں، مومن ہیں، اگر وہ قرآن مجید سے پیار کریں گے، محبت کے ساتھ پڑھیں گے، اس کے معانی کو سمجھیں گے، پہچانیں گے، اُس پر عمل کریں گے اور آگے پہنچائیں گے تو اللہ رب العزت کو ایسے بندوں کے ساتھ کتنا پیار ہوگا اور وہ اللہ کے کتنے محبوب ہو جائیں گے، اس کا اندازہ و شمار ہماری احاطہ عقل میں نہیں آ سکتا۔

قرآن کے ادب کا حکم بھی اسی وجہ سے ہے کہ یہ اللہ کی صفت ہونے کی وجہ سے ہمیں اللہ کی صحبت عطا کرتا ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ جب قرآن مجید پڑھا جا رہا ہو تو کوئی تسبیح، کلمہ، درود پاک اور استغفار نہ پڑھا جائے بلکہ قرآن مجید کو خاموشی کے ساتھ سنا جائے۔ حالت نماز میں بھی مقتدی کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے کہ سب سے بلند چیز جو اس وقت پڑھی جا رہی ہے اُس کو سننے کا اجر ہر ذکر کے کرنے سے زیادہ ہے۔

آج ہمیں اپنی زندگیوں میں قرآن مجید کو اس طرح شامل کرنا ہوگا کہ مرتے دم تک یہی ہماری جائے پناہ رہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہر روز اس کے لیے کچھ وقت نکالیں، بڑی محبت رغبت کے ساتھ اس کو پڑھیں۔ اس کے معنیٰ و ترجمہ کو جانیں اور سمجھیں۔ تھوڑا پڑھیں لیکن سمجھ کر پڑھیں اور کوالٹی کا پڑھیں۔ اس سے پیار develop کریں اور تلاوت آیات کے وقت صرف یہ سمجھیں ہی نہیں بلکہ یقین کریں کہ اللہ کی صحبت میں بیٹھے ہیں۔

❁❁❁❁❁

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: شریعت میں نجاست کی تعریف کیا ہے؟ کتنی مقدار پر نجاست کا حکم لگے گا؟ کسی شے کے نجس ہونے پر کیا کیا جائے گا؟

جواب: نجاست کی درج ذیل اقسام ہیں اور ہر قسم کا حکم مختلف ہے:

۱۔ نجاستِ حقیقیہ

نجاستِ حقیقیہ اس گندگی کو کہتے ہیں جو ظاہراً نظر آئے، اسے شرع نے اصل نجس قرار دیا ہے۔ انسان اپنے بدن، کپڑوں اور کھانے پینے کی چیزوں کو اس سے بچاتا ہے مثلاً پیشاب، شراب، خون، فضلہ وغیرہ۔ اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور اگر کسی چیز پہ لگ جائے تو اسے دور کر کے اس چیز کو پاک کرنے کا حکم ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

i۔ نجاستِ غلیظہ ii۔ نجاستِ خفیفہ

i۔ نجاستِ غلیظہ

نجاستِ غلیظہ اسے کہتے ہیں جس کے ناپاک ہونے کی صراحت قرآن و حدیث میں موجود ہو۔ کوئی نص اس کی ناپاکی کے خلاف موجود نہ ہو یعنی اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور تمام دلائل سے اس کا ناپاک ہونا ثابت ہو۔ یہ نجاست سخت ہوتی ہے۔ یہ درج ذیل چیزوں پر مشتمل ہے:

آدمی کا فضلہ، پیشاب، منی، جانوروں کا گوبر، اور حرام جانوروں کا پیشاب، انسان اور جانوروں کا بہتا ہوا خون، شراب۔ اسی طرح مرغی، مرغابی و بطخ، چیل، کوا، گدھ وغیرہ کی نجاست غلیظہ ہے۔ حرام پرندے جو اڑتے ہیں ان کی بیٹ نجاستِ غلیظہ میں شامل ہیں۔

نجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ نجاستِ غلیظہ کپڑے یا بدن میں مقدارِ درہم کے برابر ہو تو دھونا واجب ہے اور مقدارِ درہم سے کم لگ جائے تو معاف ہے، نماز ہو جائے گی۔ لیکن اگر مقدارِ درہم سے زائد لگی ہو تو معاف نہیں بلکہ دھونا فرض ہے۔

ii۔ نجاستِ خفیفہ

نجاستِ خفیفہ اس کو کہتے ہیں جس کا نجس ہونا یقینی نہ ہو۔ کسی دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہو اور کسی دلیل سے اس کے پاک ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔ نجاستِ خفیفہ درج ذیل چیزوں پر مشتمل ہے:

حلال جانوروں مثلاً گھوڑا، گائے، بکری وغیرہ کا پیشاب نجاستِ خفیفہ ہے۔ چڑیا یا اس طرح کے حلال چھوٹے پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔

نجاستِ خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ اگر نجاستِ خفیفہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی حصہ سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں بلکہ دھونا لازم ہے۔

۲۔ نجاستِ حکمیہ

وہ نجاست جو ظاہر میں نظر نہ آئے لیکن شریعت

نے اس سے پاک ہونے کا حکم دیا ہو جیسے حدثِ اصغر (جن امور سے وضو لازم ہوتا ہے) اور حدثِ اکبر (جن امور سے غسل فرض ہوتا ہے) کو نجاستِ حکمیہ کہتے ہیں۔ یہ شریعت کی رو سے ایک عارضی کیفیت ہے جو تمام بدن پر یا اس کے اعضاء پر وارد ہوتی ہے اور طہارت سے دور ہو جاتی ہے۔

سوال: آن لائن اشتہارات سے حاصل ہونے والی آمدنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اشتہارات سے ہونے والی آمدن کی حلت و حرمت کا انحصار اس بات پر ہے کہ اشتہار کس شے کا ہے؟ جس شے کی تشہیر کی جا رہی ہے حلت و حرمت کے حوالے سے اس کی اپنی حیثیت کیا ہے؟ اگر اشتہارات ایسی مصنوعات کے ہیں جن کا استعمال اسلام میں جائز ہے تو اس سے ہونے والی آمدن بھی جائز اور حلال ہے، اور اگر اشتہارات ممنوعہ اشیاء کے ہیں جیسے: شراب، سور کا گوشت یا فحش فلمیں وغیرہ یا پھر فحش و بیہودہ اشتہارات ہیں تو ان سے حاصل کی جانے والی آمدن بھی جائز نہیں۔

سوال: روزگار تلاش کرنے میں مدد دینے پر کمیشن لینا کیسا ہے؟ مثلاً جب نوکری مل جائے تو ایک سال تک اپنی تنخواہ کا 30 فیصد کمپنی کو دینا ہوگا۔ کیا اس طرح کمیشن طے کرنا اور لینا شرعاً جائز ہے؟

جواب: کسی شخص سے کوئی چیز مقررہ کرائے پر لینا یا مقررہ اجرت پر کسی سے مزدوری کروانا اجارہ کہلاتا ہے۔ فقہائے کرام کے نزدیک اجارہ سے مراد ہے:

الاجارة عقد علیٰ المنافع بعوض.

''عقدِ اجارہ ایک معاہدہ ہے جو کسی معاوضہ کے بدلے کسی منفعت پر کیا جائے''۔

(مرغینانی، الهدایه، ۳: ۲۱۳، المكتبة الاسلامية)

اور امام جرجانی کے نزدیک اجارہ کا مطلب ہے:

الاجارة: عبارة عن العقد علیٰ المنافع بعوض هو مال، و تملیک المنافع بعوض اجارة و بغیر عوض اعارة.

''اجارہ اس معاہدے سے عبارت ہے کہ جو کسی معاوضہ کے بدلے منفعت پر کیا جائے، یہ معاوضہ (عام طور پر) مال ہوتا ہے اور جب معاوضہ کے بدلے منفعت کا مالک ہو تو اجارہ (ہوتا ہے) اور بغیر معاوضہ کے ہو تو عاریت ہے''۔

(جرجانی، التعریفات، ۱: ۲۳، دار الکتاب العربی، بیروت)

یعنی اجارہ سے مراد ایسا معاہدہ ہے جو مقررہ مال کے بدلے اپنی خدمات پیش کرنے پر عمل میں آتا ہے۔ مزدوری، ٹھیکہ، کرایہ اور ملازمت وغیرہ سب ہی اجارہ کی مختلف اقسام ہیں۔ آجر یا مستاجر اس شخص یا ادارے کو کہتے ہیں جو کسی سے اجرت پر کام لے رہا ہو اور اجیر وہ شخص ہے جو اجرت کے بدلے اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔

جو صورت آپ نے پیش کی ہے یہ بھی اجارہ ہی کی ایک شکل ہے جس میں معاوضہ یا اجرت کے بدلے اپنی خدمات اور معاونت پیش کرتے ہیں۔ اس لیے معاونت کے بدلے آپ کے لیے کمیشن لینا جائز ہے۔

لیکن ملازمت دلوانے کے لیے کسی کی حق تلفی کرنا جائز نہیں، اس لیے میرٹ کا خیال رکھا جانا چاہیے۔ اگر کمیشن لینے کی لالچ میں میرٹ کی خلاف ورزی کی گئی اور غیر شرعی و غیر قانونی ذرائع کی مدد لی گئی تو پھر کمیشن لینا بھی جائز نہیں ہوگا۔ میرٹ کے مطابق، شرعی و قانونی تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے مدد کرنا اور اس کے بدلے کمیشن لینا جائز ہے۔

سوال: پراپرٹی فائل کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟ مثلاً اگر ہم نے فائل 100 روپے کی خریدی ہو تو کیا اس کو 200 روپے میں کسی اور کو فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ. (البقره، ۲: ۲۸۲)

''اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت تک کے لیے آپس میں قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو''۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ واضح طور پر خرید وفروخت، لین دین اور معاہدات کی دستاویزات تیار کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ اس لیے پراپرٹی کی فائل وغیرہ تیار کرنا شرعاً نہ صرف درست ہے بلکہ لازم ہے۔

اگر پراپرٹی کی خرید وفروخت، بیع کے شرعی اصول وضوابط اور جائیداد کے مروّجہ طریقہ کار کے مطابق ہے تو خریداری کے معاہدے کے بعد زرِ بیعانہ ادا کرکے فائل حاصل کرنے، بقیہ رقم قسطوں میں ادا کرنے اور مکان کی تعمیر کے بعد قبضہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مکان کی اس طرح کی خرید وفرخت کرنا جائز ہے۔

اگر معاہدہ بیع میں یہ شرط شامل ہو کہ بیعانہ ادا کرنے والا اس معاہدے کی بنیاد پر پراپرٹی کسی تیسرے فریق کو فروخت کرنا چاہے تو فروخت کنندہ کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ بیعانہ دینے والا جس خریدار کا نام پیش کرے گا، فروخت کنندہ اس کے نام ملکیت منتقل کرنے کا پابند ہوگا، تو باہمی رضامندی سے 100 روپے کی فائل 200 روپے میں فروخت کرنا جائز ہے۔

سوال: انسانی دودھ کے ذخیرہ (Human Milk Bank) کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ پاکستان میں بچوں کی اکثریت خوراک (دودھ) کی کمی کی وجہ سے مرتی ہے۔ بچوں کی بہترین غذاء ماں کا دودھ ہے جس کا انہیں ملنا ضروری ہے۔ اس لیے ہم ایک انسانی دودھ کا ذخیرہ (Human Milk Bank) بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ بچوں کو ماؤں کا دودھ مل سکے۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ رضاعت کی جدید شکل ہے جو کہ اسلامی اُصولوں کے خلاف نہیں ہے۔ براہِ مہربانی اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

جواب: آپ نے جو سوال دریافت کیا ہے، دراصل یہ رضاعت کا مسئلہ ہے۔ لفظ 'رضاعت' اور اس کے دیگر مشتقات قرآن حکیم میں دس مقامات پر آئے ہیں۔

'المعجم الوسیط' میں رضاعت کا معنی کچھ یوں بیان ہوئے ہیں:

ارضعت الام : کان لها ولد تُرضِعه.

''ماں کا بچہ کو دودھ پلانا رضاعت کہلاتا ہے۔''

فقہی اصطلاح میں بچہ کا پیدائش کے بعد پہلے دو سال میں ماں کے سینہ سے دودھ چوسنا رضاعت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر۲۲۳ میں رضاعت کے احکامات ارشاد فرمائے ہیں جن کے مطابق:

i. وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ.

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں یہ (حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے''۔

ii. وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ.

''اور پھر اگر تم اپنی اولاد کو (دایہ سے) دودھ پلوانے کا ارادہ رکھتے ہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ جو تم دستور کے مطابق دیتے ہو انہیں ادا کر دو''۔

پیدائش کے بعد بچہ کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت اور افزائش کے لیے ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی غذا استعمال کرے۔ اس لیے وضعِ حمل کے بعد عورت کے پستانوں میں قدرتی طور پر دودھ جاری ہو جاتا ہے اور بچے کے لیے اس کے دل میں پیدا ہونے والی محبت و شفقت اُسے بچے کو دودھ پلانے پر اُکساتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت پر واجب کیا ہے کہ وہ بچے کو پورے دو سال دودھ پلائے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ مدت ہر طرح سے بچے کی صحت کے لیے ضروری ہے۔

اسلام نے یہ بھی اجازت دی ہے کہ والدہ کے علاوہ دوسری عورت بھی بچے کو دودھ پلاسکتی ہے جسے رضاعی ماں کا رتبہ ملتا ہے اور رضاعی ماں کا درجہ بھی حقیقی ماں کے

برابر ہے۔ اگر بچہ خدانخواستہ ماں اور باپ دونوں سے محروم ہو جائے تو اس کو دودھ پلانے کا انتظام کرنا اس کے ورثاء کی ذمہ داری ہے۔ گویا شرعِ متین نے شیرخوار بچوں کو اپنی ماں کے علاوہ دوسری عورت کا دودھ پلانے کی اجازت دی ہے۔ اسلام میں اس کی بیسیوں مثالیں بھی ملتی ہیں اور شارع علیہ السلام نے کوئی ایسا امر بھی جاری نہیں فرمایا جس سے یہ عمل منسوخ ہوتا ہو۔ لہٰذا اسلامی اصول وضوابط کے مطابق یہ امر تو طے ہے کہ بچہ مدت رضاعت میں اپنی ماں کے علاوہ دوسری عورت کا دودھ بھی پی سکتا ہے۔

ماضی قریب تک رضاعت کا جو طریقہ کار رائج تھا اس کے مطابق بچہ براہ راست (direct) اپنی ماں یا کسی دوسری عورت کا دودھ پیتا تھا۔ آپ کے سوال سے دورِ جدید کی یہ نئی صورت سامنے آئی ہے کہ انسانی دودھ کے ذخیرہ کے لئے بینک (Human Milk Bank) بن چکے ہیں، جہاں انسانی دودھ کو ذخیرہ کر کے ضرورت مند بچوں کو دودھ مہیا کیا جا رہا ہے۔

ہماری دانست میں انسانی دودھ کو ذخیرہ کرنے اور بچوں کے مہیا کرنے کے حوالے سے چند شرائط کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے:

۱۔ دودھ کے حصول کے لئے باپردہ اور محفوظ بندوبست کیا جائے جہاں مردوں کی مداخلت نہ ہو۔

۲۔ دودھ کی خرید وفرخت نہ کی جائے۔ اس عمل کو خالصتاً انسانی ہمدردی اور فلاحی بنیاد پر کیا جائے۔ محض انسانی دودھ کی خرید و فروخت کے لئے دودھ بینک قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ ہر عورت کا دودھ الگ الگ رکھا جائے اور Disposable آلات استعمال کئے جائیں تاکہ حرمت رضاعت کا خصوصی اہتمام ہو سکے، کیونکہ دودھ پلانے سے بھی رشتے، خونی رشتوں کی طرح حرام ہوتے ہیں۔ شرعِ متین کا اصول ہے:

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ.

’’اور تمہاری (وہ) مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعت میں شریک بہنیں (تم پر حرام ہیں)۔‘‘ (النساء، ۴: ۲۳)

حدیث مبارکہ میں ہے:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

’’رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔‘‘

(بخاری، الصحیح، ۲: ۹۳۵، رقم: ۲۵۰۲)

۴۔ بچہ جس عورت کا دودھ پیئے گا، وہ اس کی رضاعی ماں، اس عورت کا خاوند بچے کا رضاعی باپ، اس کے بیٹے رضاعی بھائی، اس کی بیٹیاں رضاعی بہنیں اور اسی طرح دیگر رشتہ دار بھی نسبی رشتوں کی طرح حرام ہو جائیں گے۔ اس عمل میں حرمت رضاعت کا خیال رکھنا ادارے کے لیے انتہائی ضروری ہے تاکہ رشتوں کا تقدّس پامال نہ ہو اور حلال وحرام کی تمیز قائم رہے۔

۵۔ کوشش کی جائے کہ ایک بچے کو ایک ہی عورت کا دودھ پلایا جائے تاکہ کم سے کم رضاعی رشتے ثابت ہوں۔ بامر مجبوری اگر دوسری عورت کا بھی دودھ پلایا جائے تو اس بچے کے ریکارڈ میں درج کیا جائے، خواہ ایک بار ہی کیوں نہ پلایا ہو۔

۶۔ بچے اور اس کے خاندان کا مکمل ریکارڈ اس خاتون کو مہیا کیا جائے جس کا دودھ بچے کو پلایا جا رہا ہے۔ اسی طرح خاتون اور اس کے خاندان کا مکمل ریکارڈ اس بچے کو مہیا کیا جائے جس نے مذکورہ خاتون کا دودھ پیا تھا۔

ہمارے نزدیک مذکورہ بالا شرائط کا خصوصی خیال رکھتے ہوئے بحالت مجبوری انسانی دودھ کا ذخیرہ کر کے ضرورت مند بچوں کو پلانا جائز ہے۔

❁❁❁❁❁

عظمت و رفعت کا اعلیٰ معیار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

حضرت ابوبکر صدیقؓ بقائے دوام حاصل کرنے والوں کی صف میں ایک نمایاں وجود ہیں۔ آپؓ کی رفعتِ شان کا اعتراف ہر صاحبِ بصیرت کے ہاں ہے۔ یہ اعتراف اس قدر ہمہ جہت ہے کہ سیرت و کردار اور خصائص و شمائل کا کوئی پہلو مستثنیٰ نہیں۔ شخصی وجاہت و جلالت کا تذکرہ ہو تو آپؓ کا نام اولین اسماء میں سے ہے کہ ایسی باوقار شخصیت خال خال نظر آتی ہے۔۔۔ خاندانی عظمت و وقار کا حوالہ ہو تو ہم عصر معاشرہ احترام سے سر جھکائے ہوئے ہے۔۔۔ معاشرتی رویوں کا شمار ہو تو آپؓ کی ذات ہر منصب کی اہل ٹھہرتی ہے۔۔۔ حسن شمائل کا بیان ہو تو سب کی نظر اسی وجود کی متلاشی دکھائی دیتی ہے۔۔۔ حتی کہ معاشی سربلندیوں کا ذکر ہو تو نظریں اسی ملک التجاء کی جانب اٹھتی ہیں۔

☆ اخلاقی صیانت کی بات چلے تو سرِ عنوان آپؓ ہی کا وجود ہے۔۔۔ باطنی طہارت و قلبی پاکیزگی پر توجہ ہو تو سب کی گردنیں انہی کے حضور عقیدت سے جھک جاتی ہیں۔۔۔ غرضیکہ حکمرانی کی گفتگو ہو یا اطاعت شعاری کی۔۔۔ ایثار کے جذبوں کا بیان ہو یا جود و سخاوت کا تذکرہ۔۔۔ آپؓ کا وجود خیر بھی ہے اور ہمہ صفات بھی۔ تاریخ کے صفحات آپؓ کی عظمتوں کو مسلسل شمار کر رہے ہیں اور صاحبانِ بصیرت ہر موڑ پر انہی کو دیکھنے میں راحت پاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے آپؓ کو جامع الصفات قرار دیا۔

حضرت سیدنا سلیمان بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں اور اللہ جب کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ذات میں ایک خصلت پیدا فرما دیتا ہے اور اسی کے سبب اسے جنت میں بھی داخل فرما دیتا ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میرے اندر بھی ان میں سے کوئی خصلت موجود ہے؟ ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! تمہارے اندر تو یہ ساری خصلتیں موجود ہیں۔

(تاریخ مدینہ و دمشق، ۳۰:۱۰۳)

☆ سعادت مندی کی حکایت کا مردِ اول اس وقت درِ نبوت پر گردن خم کئے حاضر ہے کہ ابھی معاصرین حیرت و استعجاب کے مخمصوں کا شکار ہیں۔ اسلام کے اعلان کا اولین مرحلہ تھا کہ آپؓ کی حق شناس نظر فیض یابی کا مطلع اول بنی، صداقت ہویدا ہی ہوئی کہ تصدیق کا حق ادا کر دیا۔ یہ آپؓ کی بالغ نظری اور صداقت آشنائی ہی کا فیض تھا کہ ''بوبکر'' قرار پائے یعنی راہِ حق کے اولین مسافر کے اعزاز کے حامل قرار دیئے گئے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ. (الزمر: ۳۳)

''اور جو شخص سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ ہی تو متقی ہیں''۔

آپؓ اسی فرمان الٰہی کی مراد قرار پائے اور ''صدیق'' کے لقب کے مستحق ٹھہرے۔

☆ تبلیغ دین کا مرحلہ آیا تو آپؓ مبلغین کے امام قرار پائے۔ تبلیغ کا وہ دورانیہ مشکل بھی تھا اور خطرات سے اَٹا ہوا بھی، مگر جس جرأت و ہمت سے آپؓ اس سے عہدہ براء ہوئے، وہ تاریخ کا زریں باب ہے۔ یہی نہیں کہ دعوت حق میں سرگرم رہے بلکہ اس کے نتائج بھی اہل نظر نے برآمد ہوتے دیکھے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ عشرہ مبشرہ اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اکثر آپ کی مومنانہ مساعی کے نتیجے میں دامنِ اسلام میں آئے!!۔۔۔ پُرخلوص تبلیغ میں کتنے نامور وجود حاضرِ دربار کردیئے اور کیا یہ تاریخِ عزیمت کا حصہ نہیں کہ اسی راہ میں وہ وہ صعوبتیں برداشت کیں جو ایسے سر برآوردہ انسانوں کا وطیرہ نہیں ہوتا!!۔

☆ معاشرتی حیثیت کی قربانی کا جذبہ، انسان آپؓ کے وجود ہی سے سیکھے گا۔ ایک طویل جدوجہد کی بناء پر ہی آپؓ کو ترویج و اشاعتِ اسلام کا پیش رَو گردانا گیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے پناہ مساعی کو نبی رحمت ﷺ نے یوں سرفراز فرمایا کہ ابھی وہ سب قید حیات میں تھے کہ انجام کی خبر دے دی اور جنتی قرار دے دیا گیا۔ صیانتِ کردار کا اس سے بڑا حوالہ کیا ہوسکتا ہے؟۔۔۔ ان خوش قسمت افراد کی فہرست دیکھئے تو سرِ عنوان حضرت صدیق اکبرؓ ہی ہیں۔

☆ راہِ حق میں ایثار و قربانی کا مرحلہ آیا تو انفاق کا درجہ کمال آپؓ ہی کو حاصل ہوا۔ یہ شخصی دعویٰ نہ تھا بلکہ ہر صداقت شعار زبان کا اعتراف تھا کہ

صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس!!

آپؓ چونکہ ایک کاروباری آدمی تھے اور کپڑے کا وسیع کاروبار کرتے تھے، لہٰذا جس دن اسلام لائے آپ کے پاس چالیس ہزار درہم یا دینار تھے، سارے کے سارے راہ خدا میں خرچ کردیئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، عبداللہ بن ابی قحافۃ، الرقم:۱۶۵۱، ج۳، ص۹۴، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۳۰، ص۶۶)

غزوۂ تبوک کے موقعہ پر آپؓ نے مالی خدمت کا ایسا عظیم مظاہرہ فرمایا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، آپؓ نے اپنا سارا مال اسلام اور مسلمانوں پر نچھاور کردیا حتی کہ آپؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ببول کے کانٹوں والا چوغہ پہنے ہوئے تھے۔ (تاریخ دمشق، ۳۰:۷۱)

☆ مخالفت کا طوفان اٹھا تو جو مردِ جری، کفر کی ہر یلغار کے سامنے سینہ سپر ہوگیا وہ آپؓ ہی کا وجود تھا۔ سماجی حیثیت کی پروا نہ کی، معاشرتی برتری کا خیال دامنگیر نہ ہوا، ایک دھن تھی کہ ایک لگن تھی کہ وجودِ رسول پاک ﷺ کو ہر صورت میں امن مہیا کرنا ہے اور کفر کے حملوں سے بچانا ہے۔ اسی رویے کے پیشِ نظر حضرت علیؓ نے آپؓ کو ''اشجع الناس'' کہا تھا۔

اوصافِ سیدنا صدیق اکبرؓ

حقیقت یہ ہے کہ مسلم معاشروں بلکہ انسانی معاشروں میں جو بھی عظمت و رفعت کے درست پیمانے ہیں، ان میں سے کسی پر بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جانچ لیا جائے، آپؓ ہر معیار پر پورے اتریں گے اور صفِ اولین میں شمار ہوں گے۔ آپؓ کے لاتعداد اوصاف میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ وجہ عظمت شخصیت کا ایک مختصر سا جائزہ رقم ہوسکے:

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں کے پیش رَو ہیں۔ آپؓ نے آوازۂ حق سنا اور تسلیم کرلیا، کسی قسم کا تردد یا کسی قسم کا مخمصہ آڑے نہ آیا۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ دعوت کی پہلی صدا حیرت کا باعث ہوا کرتی ہے۔ انسان قبولیت کی منزل تک پہنچنے میں گہرے غور و فکر کی راہوں سے گزرتا ہے۔ بسا اوقات ردِ عمل بھی دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے ہاں بھی ایسا ردِ عمل بار بار دیکھنے میں آیا، بعض تو

دعوت و تلقین کے جذب ہی سے تسلیم کی راہ اختیار کر گئے مگر بعض کے ہاں مخالفت بلکہ معاندت نے عجب رنگ دکھایا۔ معجزات کی سطوت نے بعض اذہان میں ہیجان پیدا کیا اور وہ درِ رسالت تک نیاز مندانہ حاضری کے قابل ہوئے۔ ان سب کیفیات سے حضرت صدیق اکبرؓ کی کیفیت مختلف تھی۔ آپؓ کے گوشِ حق ہوش میں دعوت کا پہلا حرف ہی پڑا تھا کہ آپؓ سراپا نیاز بن گئے۔ یہ فوری ردِعمل فکر کی پاکیزگی اور قلبی طہارت کا آئینہ دار تھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ فکر و نظر کی ساری صلاحیتیں حق شناسی کے جوہر سے منور تھیں اور صرف اشارے کی منتظر تھیں کہ یکا یک دمک اٹھیں۔ یہ آپؓ ہی کا اختصاص تھا جو زندگی بھر ساتھ رہا۔

۲۔ حضرت صدیق اکبرؓ تسلیم و رضا کی منزل تک بتدریج نہیں پہنچے بلکہ ان کے ہاں تسلیم کا پہلا قدم ہی آخری منزل تھا۔ آپؓ کی زندگی کا ہر لمحہ گواہ ہے کہ روزِ اول کا کیف عمر بھر دمساز رہا اور پوری زندگی ثبات و یقین کے بامِ عروج پر رہی۔ یہ طرزِ تسلیم، راہِ حق کے ہر مسافر کے لئے نمونۂ عمل ہے کہ ایقان کہیں بھی اور کسی صورت میں بھی متزلزل نہ ہو۔

فنا فی الرسول ﷺ کے مقام پر فائز

۳۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا کردار سیرتِ رسول ﷺ کا ایسا عکسِ جمال ہے کہ ذاتی رائے کبھی بھی تعمیلِ حکم کی راہ میں حائل نہیں ہوئی۔ رسول تسلیم کرلیا تو ہر حال میں رسول مانا۔ یہ عملی اظہار سیرتِ صدیقیؓ کے ہر پہلو اور ہر رخ میں ظاہر ہوا۔ خصوصیت سے اس وقت یہ تسلیم، تکمیل کے لمحے میں تھی جب صلح حدیبیہ کی شرائط طے پا رہی تھیں۔ بظاہر جھکی جھکی شرائط اضطراب کی محرک بن رہی تھیں، صحابہ کرامؓ حیرت زدہ تھے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے، حتی کہ حضرت فاروق اعظمؓ تو برملا اس تردد کا اظہار فرما رہے تھے۔ یہ سوال ان کے لبوں پر تھا کہ آخر ایسا کیوں کیا جارہا ہے؟۔۔۔ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وہی جواب تھا جو آپؓ کی سیرت کا نقشِ دوام تھا کہ:

جب رسول مان لیا ہے تو سوال کیسا اور اضطراب کیوں؟۔۔۔ رسالت کا حکم سمجھتے ہو، سب فیصلوں کو تسلیم کرلو۔

یہ دائمی اطاعت کا جذبہ اور یہ ہر فیصلے پر سر جھکا لینے کی عادت حضرت صدیق اکبرؓ کی ہمہ تن سیاسی شخصیت کا وہ مرتبہ ہے جو آپؓ کو اطاعت شعاروں کے قافلے کا امام بناتی ہے۔

۴۔ ہجرت مدینہ منورہ کا سارا واقعہ رفاقتِ صدیق اکبرؓ کا درخشاں نشان ہے۔ مکہ مکرمہ میں بے پناہ مصائب عقیدتِ رسول اکرم ﷺ میں برداشت کئے۔ حتی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے برملا اس کا اظہار فرمایا اور استقامت کے رویے کی تصدیق و تائید فرمائی، فرمایا:

''اخلاق، قربانی، ایثار اور بزرگی میں تمہارا کوئی ثانی نہ تھا''

اور یہ بھی فرمایا کہ:

''اس رفاقت کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں دے گا''۔

ہجرت کی منزل آئی تو اعتمادِ رسول ﷺ کا یوں اظہار ہوا کہ ایسا محتاط سفر جو رات کی تاریکیوں میں ہو رہا تھا اور سب مخفی رکھا جا رہا تھا، اس میں حضرت صدیق اکبرؓ رفیقِ سفر ہی نہ تھے بلکہ آپؓ کا خاندان اس سفر کی ہر منزل سے آگاہ تھا۔ حتی کہ گھرانے کے غلام کو بھی خبر تھی۔ یہ رسول اکرم ﷺ کا اس گھرانے پر اعتماد تھا جو لائق فخر بھی تھا اور باعثِ عظمت بھی۔

غارِ ثور کی عزلت نشینی سینکڑوں برسوں کے مراقبوں سے بڑھ کر تھی اور پناہِ رسالت ﷺ میں ہر جذبے کی قربانی دے دینا، راہِ حق کے مسافروں کے لئے نمونۂ عمل بھی ہے اور وسیلہ نجات بھی۔

۵۔ حضرت عائشہؓ کا اشاعتِ اسلام میں جو کردار رہا، وہ مخدراتِ اسلام کے لئے کامل نمونہ ہے کہ

صاحبزادی صدیق اکبرؓ نے جوانی کی ہر امنگ کو کس طرح پابندِ آداب بنالیا اور ہر خواہش کو درِ رسالت پر کس طرح قربان کردیا!!۔۔۔ یہ خاندانوں کے ملاپ کا اعلیٰ نمونہ تھا مگر جب چند شر پسندوں کی وجہ سے مطہرۂ عصمت پر حملہ آور ہونے کا سانحہ پیش آیا تو کئی روز تک فضا مغموم رہی۔ یہ سارا واقعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت کا وہ باوقار باب ہے جس پر آج تک ہر صاحبِ عدل و ایمان خراجِ محبت نچھاور کررہا ہے۔

لمحہ لمحہ پر غور کیجئے، کنواری صاحبزادی جو جوانی کی دہلیز پر قدم ہی رکھ رہی تھی، عمر کے تفاوت کے باوجود پناہ رسالت ﷺ میں دے دی گئی۔ کیا یہ وفا شعاری کی عمدہ مثال نہ تھی؟۔۔۔ پھر جب یہ چہیتی بیٹی ناکردہ گناہ کے اتہام کا شکار ہوئی تو عقیدت مند باپ پر کیا گزری ہوگی؟۔۔۔ عرب معاشرت کا ردِ عمل، پدری شفقت کی جولانی اور تقدیسِ رشتہ کی لرزش، کس قدر اسباب تھے جو اضطراب کو جنم دے سکتے تھے!!۔۔۔

سوچئے! ایک باوقار، لائقِ احترام وعظمت باپ پر اسی الزام کی برق کیسے گری ہوگی؟۔۔۔ عرب کا مخصوص ماحول آپؓ کے دل و دماغ پر کیا اثرات مرتب کررہا ہوگا؟۔۔۔ مگر قرآن مجید کا ہر قاری اور تاریخِ اسلام کا ہر طالب علم باخبر ہے کہ تسلیم و رضا کے پیکرِ عظیم یہ سب کچھ کس وقار سے برداشت کررہے تھے کہ سامنے وہ وجود تھا جس پر اعتماد اُن کی سرشت میں شامل تھا۔ حالات کی نامساعدت کے باوجود پیمانِ محبت کو مضبوط تر رکھنا ایسی مثال ہے جو سالکانِ راہِ حق کو ہر لحظہ نئی تب وتاب مہیا کرتی رہے گی۔

سربراہانِ حکومت کیلئے راہِ نجات

۶۔ خلیفۃ المسلمین کا اعزاز پاکر بھی نقوشِ رسالت کو ہر لمحہ راہنما بنائے رکھنا حضرت صدیق اکبرؓ کا وہ اسوہ ہے جو سربراہانِ حکومت کے لئے دائمی راہِ نجات ہے۔ ایک مختصر سے دورانئے میں اس قدر عظیم کارنامے انجام دینا کہ نہ کوئی خودستائی آئی اور نہ کسی حکم سے انحراف ہوا۔

حضرت سیدہ انیسہؓ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بننے کے تین سال پہلے اور خلیفہ بننے کے ایک سال بعد بھی ہمارے پڑوس میں رہے۔ محلے کی بچیاں آپؓ کے پاس اپنی بکریاں لے کر آتیں، آپ ان کی دلجوئی کے لئے دودھ دوھ دیا کرتے تھے۔ جب آپؓ کو خلیفہ بنایا گیا تو محلے کی ایک بچی آپؓ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اب تو آپ خلیفہ بن گئے ہیں، آپ ہمیں دودھ دوھ کر نہیں دیں گے۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! اب بھی میں تمہیں دودھ دوھ کر دیا کروں گا اور مجھے اللہ کے کرم سے یقین ہے کہ تمہارے ساتھ میرے رویے میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ چنانچہ خلیفہ بننے کے بعد بھی آپؓ ان بچیوں کو دودھ دوھ کر دیا کرتے تھے۔

(تہذیب الاسماء واللغات، امام نووی، ۲:۴۸۰)

آپؓ نے خلافت سنبھالنے کے بعد جو خطبہ ارشاد فرمایا، اس کا ایک ایک لفظ آپ کے مقام ومرتبہ، بصیرت اور فنا فی الرسول ﷺ ہونے کا اظہار ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

’’اے لوگو! مجھے آپ لوگوں کا امیر و والی بنایا گیا ہے، حالانکہ میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں۔ اگر میں بہتر کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر کہیں غلطی کروں تو میری اصلاح کرو۔ یاد رکھو!

الصدق امانة والکذب خیانة.

یعنی سچ بولنا امانت ہے اور جھوٹ بولنا خیانت۔

یاد رکھو! تم میں سے کوئی شخص کتنا ہی کمزور ہو لیکن جب تک اللہؐ کی مدد سے میں اسے اس کا حق نہ دلادوں وہ میرے سامنے بہت طاقتور ہے اور تم میں سے کوئی شخص کتنا ہی طاقتور ہو اور اس نے کسی کا حق دینا ہو تو اس سے حق لینے تک وہ میرے نزدیک بہت کمزور ہے۔ (یعنی میرے ہوتے ہوئے کسی کمزور شخص کی کوئی بھی حق تلفی نہیں

ہوسکتی اور کوئی طاقت ور شخص اپنی طاقت کے بل بوتے پر کسی کمزور کا حق تلف نہیں کرسکتا۔) جہاد چھوڑ دینے والی قوم پر اللہ ذلت مسلط کردیتا ہے اور بے حیا قوم پر مصائب نازل فرماتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں، تم میری اطاعت کرتے رہنا اور جب میں ان کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔

(الریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۳۹ تا ۲۴۰)

☆ آپؓ نے متعدد مواقع پر عامۃ المسلمین کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔ حضرت رافع الخیر طائیؓ فرماتے ہیں کہ میں مقام عزاۃ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بارگاہ میں حاضر تھا، میں نے عرض کی:

''آپؓ مجھے نصیحت فرمائیں''۔ آپؓ نے دو بار فرمایا: ''اللہ تم پر رحم کرے اور برکت دے۔ فرض نمازیں بروقت ادا کیا کرو۔ زکوٰۃ خوشی سے دیا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اور ہاں! کبھی حاکم نہ بنو''۔ میں نے عرض کیا: ''حضور! آج کل تو حکمران ہی امت کے بہترین لوگ ہیں''۔ ارشاد فرمایا:

''آج کل امارت یعنی حکمرانی آسان ہے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ آئندہ زمانے میں فتوحات کی زیادتی کے سبب حکومتیں بھی زیادہ ہوں گی اور اس طرح ممکن ہے کہ نااہل حکمران بھی آئیں گے۔ جب کہ کل بروز قیامت حاکم کا حساب لمبا ہوگا اور عذاب زیادہ جبکہ غیر حاکم کا حساب کم اور عذاب ہلکا۔ اس لئے کہ حکمران ہی سے زیادہ ظلم سرزد ہوتا ہے اور ظالم حاکم اللہؐ کے عہد کو توڑ دیتا ہے۔ انہی حکمرانوں میں سے (عدل و انصاف کرنے والے) بعض اللہ کے مقرب بھی ہوتے ہیں اور بعض (ظلم وستم کے سبب) مردودِ بارگاہِ خدا بھی۔ خدا کی قسم! تم میں سے جب کوئی شخص ہمسائے کی بکری یا اونٹ قبضہ میں کرلے تو بڑا خوش ہوتا ہے کہ میں نے ہمسائے کی بکری یا اونٹ ہتھیالیا ہے، حالانکہ ایسے ہمسایوں پر عذاب نازل کرنا اللہ کا زیادہ بڑا حق ہے''۔ (شعب الایمان، فصل فی ماورد من الشدید، الحدیث:۲۴۷۲، ج۶، ص۵۱)

اسی لئے تو فلپ کے ہٹی، عصرِ حاضر کا ایک نامور مستشرق اپنی ''تاریخِ عرب'' میں پکار اٹھا کہ یقین نہیں آتا کہ اس قدر کم عرصے میں اتنے نمایاں کام کیسے ہوگئے، ان کاموں کے لئے تو طویل مدت درکار ہوتی ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ یہ سب کچھ اسی قلیل عرصے میں ہوا جس کے اثرات آج تک تاریخ اسلام پر دمک رہے ہیں۔ پھر حیرت مزید حیرت ہے کہ کوئی حاکمانہ خمار نہ آیا، بودوباش میں امارت نہ اتری اور معاشرتی زندگی کا رنگ نہ بدلا، اسی لئے تو حضرت عمرؓ کا اعتراف تھا کہ:

''اے ابوبکرؓ! تم نے بعد والوں کو مشکلات میں ڈال دیا ہے''۔ (کہ کون ایسا ایثار کرے اور کون اس مردِ حق نما کی سی وفا نبھائے گا)

یہ مختصر سا جائزہ سیرتِ صدیق اکبرؓ کا ہمہ پہلو شمار نہیں، یہ صرف شخصیت کی عظمتوں کو سلام پیش کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔ آپؓ کی شخصیت ہر دور کے انسان کے لئے راہنما ہے اور اس سے ہر شعبہ جات کا انسان فیض یاب ہوسکتا ہے۔ ایک حکمران، سوا دو سال کی حکمرانی کو وسیلہ حکمرانی بنالے تو تاریخ کے صفحات میں ہر دور میں چمکتا رہے۔۔۔ ایک باوفا ساتھی آپؓ کی رَوِش کو اپنالے تو وفاداری کی عمدہ مثال ہے۔۔۔ ایک عبادت گزار آپؓ کے سجدوں کی قبولیت سے راہنمائی پالے تو سجدوں کا وقار قائم ہوجائے۔۔۔ ایک عالم آپ کے طرزِ استدلال پر غور کرلے تو مسائل کے حل کی انسان راہ پالے۔۔۔ اور اگر ایک صوفی آپؓ کی سیرت کے جمال کو اپنے وجود کا حصہ بنالے تو قدم قدم پر رہنمائی کا حق ادا کرنے لگ جائے۔

❀❀❀❀❀

ثمر بار محبتیں۔۔۔ سدا بہار چاہتیں

راشد حمید کلیامی☆

دنیا مقامِ فنا ہے، اس کی ہر چیز جلد یا بدیر فنا ہونے والی ہے۔ انسان اور جن سب فنا ہوجائیں گے، چرند اور پرند، حیوان اور وحوش، طوطا اور مینا، بلبل اور جگنو، ہاتھی اور چیونٹی، کیڑے اور حشرے، پتنگے اور بھنورے، مچھلی اور کیکڑے، سب پہ فنا آجائے گی۔۔۔ بحر و بر، ارض و سما، صباح و مساء، شرق و غرب، مکین و مکان، چنین و چناں، پربت و ریگزار، اشجار و اثمار، ہوا و فضا، نشیب و فراز، عباد و ملوک، سب فنا کی زد میں آنے والے ہیں۔۔۔ مگر ایک ذات، جس کے ہاتھ کُل کائنات کا نظام ہے، جو زیست کی آخری ہچکیاں لینے والوں کو طویل زندگی کی خوشگوار سانسیں عطا کردیتی ہے اور زندگی کے ہنگاموں میں گم ہونے والوں کو دفعتہً موت کی دہلیز پہ لاکھڑا کردیتی ہے، اُس ذات کو، اُس کریم مولا کو، اُس پالنہار رب کو، اُس قادر قدیر خالق کو کبھی فنا نہیں آئے گی۔ صرف بقا ہی بقا اُس کی صفت ہے۔

یہی تا ابد زندہ و قائم رہنے والی ذات، کائنات کا رب جب اپنے سوا کسی اور ذات کو اپنا محبوب، اپنا دلبر، اپنا دلربا، اپنا دلگیر، اپنا دلدار، اپنا دلپذیر، اپنا دل چاہا قرار دے کر اُسے اپنے سے ’’دو کمانوں یا اُس سے بھی کم فاصلے پر‘‘ بُلا کر اپنی انمٹ محبت، لازوال چاہت کی سب داستانیں کہہ ڈالتا ہے تو پھر یہ محبوب بھی فنا کے دائروں سے نکل کر ابدیت کے جہان کا نظارہ کرنے لگ جاتا ہے۔

بھلا محبّ کب چاہے گا کہ اُس کا محبوب فنا ہوجائے، اُس کی محبتیں اکارت چلی جائیں، اُس کی چاہتیں چند گھڑی کی ہوجائیں، جبھی تو محبّ نے اپنے لئے ’’الاوّل‘‘ ’’الآخر‘‘ کے وصف تراشے تو محبوب کو بھی ’’اوّل‘‘ اور ’’آخر‘‘ کی حُسن آفرینیوں سے متصف کردیا۔

’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘۔۔۔ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘

ایک ایسا محبوب جو اپنی خِلقت کے اعتبار سے تمام خلائق سے اول اور اپنی رحمتوں کی تقسیم کیلئے سب سے آخر تک رہیگا۔۔۔ ایک ایسا محبوب جو روشنی کا ہالہ بھی ہے اور نور کی کرن بھی ہے۔۔۔ جو اجالوں کا نقیب بھی ہے اور چاند کا استعارہ بھی ہے۔۔۔ جو خوشبوؤں کا معدن بھی ہے اور نکہتوں کا مخزن بھی ہے۔۔۔ جو رحمت کا سراپا بھی ہے اور رافت کا دریا بھی ہے۔۔۔ جو ہدایت کا سرچشمہ بھی ہے اور راہبری کا منبع بھی ہے۔۔۔ جو امن کا ضامن بھی ہے اور سلامتی کا سفیر بھی ہے۔۔۔ جو حقوق کا محافظ بھی ہے اور فرائض کا مبلّغ بھی ہے۔۔۔ جو شمشیر و سناں بھی اُٹھاتا ہے اور گل و یاسمین بھی بانٹتا ہے۔۔۔ جو برائی کا دشمن بھی ہے اور بُروں کی جائے پناہ بھی ہے۔۔۔ جو تخت و تاج و حکومت کو نوکِ پا پہ بھی رکھتا ہے اور جس کی دہلیز پہ زمانے کی بادشاہت کی خیرات بھی بٹتی ہے۔

جس نے اپنے لبوں کی مُسکان، اپنے ہونٹوں کے تبسم کو اپنی امت کی سربلندی، فتحمندی، ارجمندی سے مشروط کردیا ہو۔۔۔ جس نے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں، اپنی آشا

☆ مینجنگ ڈائریکٹر منہاج ایجوکیشن سوسائٹی پاکستان

کی لڑیوں کو اپنے پیروکاروں کی امانت کرکے رکھ چھوڑا ہو۔

صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔صلی اللہ علیہ وسلم

ایک ایسا محبوب جس کی اپنے محبّ کے سامنے نیاز آفرینی کا عالم یہ ہو کہ خود محبّ ''قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا'' کی تاکید کرنے لگ جائے۔۔۔ ایک ایسا محبوب جس کی اپنے محبّ کے سامنے ناز انگیزی کا عالم یہ ہو کہ امتحان گاہِ بدر کو نکلتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کو اُٹھا کے محبّ سے کہہ دے کہ اگر آج تو نے ہم گنتی کے لوگوں پہ اپنی چاہت کی چادر نہ پھیلائی تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔۔۔ ایک ایسا محبوب جو ''قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِی السَّمَآءِ'' کے تحت اپنے من میں مچلتی آرزوؤں کو نطق و لب کی امانت بننے سے پہلے ہی اپنے محبّ کی صفتِ معبودیت کی جلوی گری کا مقام بدلتا ہوا دیکھ لیتا ہے۔۔۔ایک ایسا محبوب کہ'' وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی'' کے تحت جس کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ اُس کی اپنی پسند و ناپسند اور خواہشات کے عکاس نہیں بلکہ اُس کے محبّ کی چاہتوں اور ارادوں کے امین ہوتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی پوچھے کہ یہ سب مدحت کس کی ہو رہی ہے؟ سب جانیں کہ یہ سب مدحت کس کی ہورہی ہے، فقط اُس کی جو سراپا اعجاز ہے۔۔۔ جو والیٔ کائنات ہے۔۔۔ جو انسانیت کا ناز ہے۔۔۔ جو غریبوں کا ہمدم بھی ہے۔۔۔ جو دُرِ یتیم بھی ہے اور یتیموں کا مولا بھی ہے۔۔۔ جو مولا کا پرستار بھی ہے اور پرستاروں کا دست گیر بھی ہے۔۔۔ جو دست گیروں کا امام بھی ہے اور اماموں کا راہبر بھی ہے۔۔۔ جو راہبروں کا مقدر بھی ہے اور مقدر کا مصور بھی ہے۔۔۔ جو مصورِ اعلیٰ کا شاہکار بھی ہے اور شاہکاروں کا طلبگار بھی ہے۔۔۔ جو طلب گاروں کی دعا بھی ہے اور دعاؤں کیلئے باعثِ قبولیت بھی ہے۔۔۔ جو قبولیت کا راز بھی ہے اور راز آشنا بھی ہے۔۔۔ جو آشنائے خدا بھی ہے اور خدا کی دلیل بھی ہے۔۔۔ جو دلیل سے ماوریٰ بھی ہے اور ماوریٰ کا شاہد بھی ہے۔

جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہ ملے۔۔۔ جس کا مل جانا نجات کا پروانہ بنے۔۔۔ جو پروانوں کی خاطر غم زدہ ہو جاتا ہے۔۔۔ جس کو غم زدہ کرنا خدا کو غضب ناک بنا دیتا ہے۔۔۔ جو غضب ناکی میں بھی منصف رہا۔۔۔ جو منصف کو ہر حال میں محبوب رکھتا ہے۔۔۔ جس کو محبوب رکھنے والا کسی اور کا محتاج نہ رہے۔۔۔ جو محتاجوں کی نوا بھی ہے اور نواؤں کا اثر بھی ہے۔۔۔ جو اثر میں بے مثل بھی ہے اور جس کی مثل کائنات میں نہیں۔۔۔ جو کائناتِ حُسن بھی ہے اور حُسنِ کائنات بھی ہے مگر حقیقت پوچھو تو سچ یہی ہے کہ

مَا اِنۡ مَدَحۡتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیۡ

وَلٰكِنۡ مَدَحۡتُ مَقَالَتِیۡ بِمُحَمَّدَا

ورنہ ایک اُمی و عامی، ''راشد کلیامی'' اُس نیرِ تاباں، مہرِ درخشاں، ماویٰ ٔفقیراں، جلوہ گاہِ غریباں، کی رحمتوں بھری چوکھٹ پہ اپنا دستِ طلب کیسے پھیلا سکتا ہے؟ یہ تو مچلتی محبتوں، سسکتی تمناؤں کی گٹھڑی باندھے، اپنے رخساروں پہ آنسوؤں کے ستارے ٹانکے، اپنے پیا کی دہلیز کے ساتھ چپکا، چپ چاپ کھڑا ہے کہ:

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اور

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

لیکن کس کا جگرا کہ اس حقیقت سے انکاری ہو کہ

بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کیلئے اتارے گئے خدا کے دین کو اگر مجسم صورت میں دیکھنا ہو تو ذاتِ رسول ﷺ کو دیکھنا چاہیے کہ ذاتِ رسول ﷺ کی نفی کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ جہالت و گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ ہدایت، حیاتِ رسول ﷺ کا دوسرا نام اور کائنات

کی بقامحتاجِ وجودِ رسول ﷺ ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

صفتِ خدا قرآن میں وارد، تعارفِ رسول کے عکس سے لفظوں کے جودائرے ہم تراش سکے وہ یہی ہیں کہ (هُـوَ الَّـذِیْ) یہ کسی مخلوق کی دسترس میں نہیں بلکہ لافانی ذات کا ذاتی فیصلہ تھا کہ (بَعَثَ فِی الْاُمِّیّنَ رَسُوْلًا) اُس نے تخلیقِ کائنات سے کہیں پہلے اپنی صنّاعی کا شاہکار ایک پیکرتخلیق کر کے اسے اپنی محبوبیت کے اعزاز سے سرفراز کیا اور پھر اسے رسالت کا منصب عطا کر کے ردائے کائنات لپیٹنے سے قبل علمِ حقیقی سے نابلد ان پڑھوں کے ایک طبقہ انسانی میں مبعوث کردیا۔

(مِّـنْهُـمْ) یہ رسول اپنے اخلاق وفضائل میں اس درجہ کمال پہ تھا کہ اُس نے لمحوں اور ثانیوں میں لوگوں کے دل جیت لئے اور لوگوں کی خیر خواہی اس طور کی کہ وہ سمجھے گویا یہ انہی میں سے کوئی ان کا چاہنے والا ہو۔

(یَتْـلُوْا عَـلَیْهِـمْ اٰیٰتِـه) پھر وہ ایک سہانی صبح فاراں کی چوٹیوں پہ چڑھ کر اپنوں سے کہتا ہے کہ تمہارے بیچ گزاری ہوئی برسوں کی زندگی جسے تم اپنی جاگتی آنکھوں سے پڑھتے رہے، یہ میرے سچے خدا کی آیتیں ہی تھیں۔

(وَیُـزَکِّیْهِـمْ) پھر وہ آلائشوں میں لتھڑے انسانوں کو تا قیامِ قیامت پاک کرنے کی ذمہ داری نبھاتا ہے کہ یہ ذمہ داری فقط اسی کو زیبا ہے۔ کیونکہ پاک کرنے کی صلاحیت اُسی میں ہوسکتی ہے جو پہلے خود ہر آلائش ،کمزوری اور عیب سے پاک ہو۔

(وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَة) اور پھران کو کتاب وحکمت اور تقدیر وبقا کی تعلیم دیتا ہے۔

(وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْن) یہ ثابت شدہ ہے کہ ہدایتِ انسانی کا آخری زینہ نقوشِ قدمِ رسول ہی کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے۔

بعثتِ رسول سے پہلے تو روشنیاں قید اور اندھیروں کا راج تھا۔ ذاتِ کامل کے اسوہ کی روشنیوں کی لَو جب بڑھی اور اُس کی کرنیں یہاں سے وہاں اور اِدھر سے اُدھر کو پھیلنے لگیں تو گدڑیوں میں لپٹے دنیا سے بے تعلق، بے غرض لوگوں کے دلوں میں ان کرنوں کو پالینے کی طمع نے انگڑائیاں لینا شروع کردیں۔ پھر کیا ہوا کہ کسی کے ہاتھ ننھی سی کرن آئی تو کسی نے شعاع کو پالیا۔ کسی نے ایک ہالہ سمیٹ لیا تو کوئی اجالوں کا ایک سلسلہ اپنے من میں سمونے لگ گیا۔ من میں بسے اجالے جب نور بن کر چہروں سے پھوٹے تو شناختیں آسان ہوگئیں۔ کوئی چہرہ اویس قرنی کہلایا تو کوئی رابعہ بصری۔۔۔ کوئی علی ہجویری، عبدالقادر جیلانی، شہاب الدین سہروردی، بہاؤالدین نقشبند، صابر کلیری اور حاجی محمد نوشہ گنج بخش کے نام جانا گیا۔۔۔ کوئی بابا تاج الدین ناگپوری، حاجی وارث علی شاہ، محکم الدین سیرانی، بوعلی قلندر، شاہ رکن عالم، نظام الدین اولیاء، عبدالطیف بھٹائی، شمس تبریز، مہر علی، طاہر علاؤ الدین الگیلانی اور کوئی فضل الدین کلیامی (رحمہم اللہ) کہلایا۔

یہ سب نام اس فانی دنیا کے لافانی خالق کے لافانی محبوب کے گلستانِ ہدایت میں اُگنے والے لافانی گلوں کے ہیں۔ جن کی تازگی سے کائنات تازہ ہے۔۔۔ جن کی شگفتگی سے انسانیت خنداں ہے۔۔۔ اور جن کی مہک سے جنت آباد ہے۔ یہ سب نام اُس ایک نامِ محمد ﷺ کی مختلف آئینوں میں جھلکتی اور مختلف جاموں میں چھلکتی نور آور لکیریں ہیں۔ یہ سب نام ایک سراج منیر کے گرد جمع ہونے والے پروانے ہیں۔۔۔ یہ سب نام عکس ہیں اُس سیرۃ مطہرہ کے جس کا ہر ہر پہلو لائق تقلید واتباع ہے۔۔۔ یہ سب نام شمعیں ہیں، اُس ایک شمعدان کی جو نورِ ازل کا نقیب ہے۔۔۔ یہ سب نام زاویے ہیں اُس لافانی حُسن کے جس کی خیرات چاہنا کسی کو تحقیر کی وادیوں میں نہیں بلکہ فضل کی بلندیوں پہ لے جاتا ہے۔

سراپا حُسن بن جاتا ہے جس کے حُسن کا طالب
بھلا اے دل حسین ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

❁❁❁❁❁

حرفِ آرزو اِک گُل کے روبرو

منیر احمد ملک

زیر نظر تحریر محترم منیر احمد ملک (مظفر گڑھ) کی مرتب کردہ "سیرتِ سرورِ کونین ﷺ" کی 9 مدوّن قلمی جلدوں میں سے ایک جلد "نازاں ہے جس پہ حُسن، وہ حُسنِ رسول ﷺ ہے" کے پیش لفظ سے ایک انتخاب ہے۔

ہر خوبصورت جذبہ دلکش بننے کیلئے اظہار کا متقاضی ہوتا ہے وہ جذبہ رفاقت کا ہو یا پیار اور محبت کا ۔۔۔لیکن جب تک جذبہ دل سے نہ ابھرے لبِ اظہار تک آ ہی نہیں سکتا ۔۔۔ خیال کو پیکرِ محسوس میں ڈھالنا، تصور کو گرفت میں لے کر صفحہ قرطاس پہ اس کی تصویر اتارنا ۔۔۔ جذبے کی نارسائی کو اظہار کی زینت بنانا ۔۔۔ اور حسنِ تخیل کو حقیقت کا پیرہن پہنانا کوئی آسان کام نہیں۔

ان صبر آزما لمحوں میں ہر مدحت نگار اذنِ باریابی کے ساتھ ساتھ عرضِ تمنا کیلئے بھی حضور ﷺ کی نگاہِ التفات کا طلب گار رہتا ہے۔ جب اس کے دل کے حرا میں نفس جبرائیل اترتا ہے تو وہ عجز و انکسار اور عقیدت و محبت کے جذبات سے سرشار ہو کر حرفِ ثنا کی تخلیق کرتا ہے۔ تکریم و تحریم کے حسین امتزاج، حرفوں کے خوبصورت استعمال اور لفظوں کے حسنِ ارتباط کے ساتھ اپنی عقیدت کا سارا خراج ممدوحِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر کے وہ نہ صرف روح کیلئے کیف و سرور کا ساماں پاتا ہے بلکہ اپنی بخشش کی نویدِ جانفزا بھی ۔۔۔

جہاں تک حقیقتِ حال کا تعلق ہے ایک مداحِ رسول ﷺ کے الفاظ میں وہ ممدوح جسکے سامنے دل جھکتے اور روح دوزانو ہو جاتی ہے، جہاں فکر جنت نشاں، خیال فردوس بداماں اور انداز بہار آفریں ہو جاتا ہے۔ شکستگی کے اعتراف کے ساتھ قلم اپنی تمامتر رعنائیوں، فکر اپنی جملہ رفعتوں اور اپنی ساری فصاحتوں کے باوجود اُس ذات والا صفات ﷺ کے حضور مدح و ثنا کا خراج کما حقہ پیش نہیں کر سکتے ۔۔۔ اس لئے کہ آپ ﷺ مصدرِ قرآں بھی ہیں اور محسنِ انساں بھی، سارا قرآن آپ ﷺ کی توصیف کا دیوان ہے۔

جب اس قدر رفیع المرتبت محبوب ﷺ کے حضور باریابی ہو تو مداح کا قلم کیوں نہ کانپ کانپ جائے ۔۔۔ راہوارِ تخیل کا دم پرواز سے پہلے ہی کیوں نہ ٹوٹ ٹوٹ جائے ۔۔۔ شانِ رسالت مآب ﷺ کا آبگینہ اتنا نازک ہے کہ سوءِ ادب کا ادنیٰ سا شائبہ بھی راندۂ درگاہ کر دینے کیلئے کافی ہے۔ اسی لئے تو مدحت نگار بار بار زبان و قلم کو کوثر و تسنیم سے دھو کر مُشکبار کرتا ہے۔ بار ہا اپنے الفاظ کی ثقالت کو تقدس کی کسوٹی پہ جانچتا ہے اور انہیں لطافت کی سُندرتا میں سمو کر مالکِ کوثر و تسنیم ﷺ کے حضور پیش کرنے کی سعی کرتا ہے۔ اس بارگاہِ ناز میں کوئی شعر و سخن اپنے فکر و فن پہ ناز نہیں کرتا بلکہ آرزوؤں اور تمناؤں کی کہکشاں میں نُدرتِ خیال کا حُسن اور عجز عقیدت کے موتی سجاتا ہے۔

روح و بدن کے قالب میں ڈھلتے ہی ازل سے میرے دل کی یہ آرزو رہی کہ میں بوستانِ رسول ﷺ میں

بکھرے ہوئے ان پھولوں کو سلکِ مروارید میں پروتا جو محبوبِ کبریا کے نام لیواؤں نے اپنی عقیدت کی خوشبو سے معطر کرکے عالمِ رنگ و بو میں کھلائے ہیں ۔۔۔۔۔ محبت کے ان شہ پاروں کو حُسنِ ترتیب کی لڑی میں سموتا جو اُس ذاتِ قُدسی ﷺ کو چاہنے والوں نے قرطاس وقلم کی زینت بنائے ہیں۔ چاہت کے جوئباروں میں گنگناتے ہوئے ان نغموں اور مشکبو جذبوں کو کہکشاں رنگ گجرے میں سجاتا جو اُلفت شعاروں نے سرِ لوحِ عقیدت رقم کئے ہیں۔

میرے محبوب ﷺ کا نام وقت کی سرحدوں سے بہت بلند ہے۔ پانچوں وقت اذانوں میں مسجدوں کے فلک بوس میناروں سے شب و روز محمد ﷺ کے حسیں نام کی منادی ہوتی ہے۔ صدیاں بیت گئیں مگر اس آواز کا سحر آج بھی گردشِ لیل ونہار کو اپنی گرفت میں لیئے ہوئے ہے ۔۔۔۔ یہ دل آرا نام تسکین قلب وجاں ہی نہیں بلکہ وہ مینارۂ نور بھی ہے جس کی روشنی میں بھولی بھٹکی انسانیت آج بھی منزل کا نشاں پاتی نظر آتی ہے۔

جہاں تک محبوبِ دوجہاں ﷺ کے جمالِ جہاں آرا کا تعلق ہے، اس حُسنِ تصور کی پاسداری کیلئے میں نے سینے میں دھڑکتے ہوئے دلوں کے بطن سے جگر ہائے لخت لخت جمع کئے ہیں۔ ڈوبے ہوئے مہر ومہ کی چھنتی ہوئی روشنی میں عقیدتِ مصطفے ﷺ کے چمکتے ہوئے کواکب کو چُنا ہے۔ بیتی ساعتوں کی ڈولتی چاندنی میں ارادتِ مرتضے ﷺ کی زرتار کرنوں سے ریشم وکمخواب بُنا ہے۔ محبتِ رسول ﷺ ان کے اطلسی پردوں میں جھروکے سے جھانکتے ہوئے چاند کی طرح سینہ قرطاس پہ ہشت پہلو میں جلوہ گر ہے۔

ماتھا ہے جیسے چاند کی کشتی پہ آفتاب	اَبرو ہیں جیسے جھیل پہ سوئی ہوئی ہو رات
اُس موہنے سے مُکھ پہ آنکھیں خدا دراز	اُس کے لباں ہیں مُشک سے لکھے ہوئے گلاب
یـــا ایھـــا الـــمـــزمـــل! سورج بھی ماند ہیں	یـــا ایھـــا الـــمـــدثـــر! کملی میں چاند ہیں

میرے حضور ﷺ کا حُسن بلا شبہ نظروں کو خیرہ کردینے والی روشنی ہے۔ اللہ کسی کو توفیق دے تو دیکھے کہ روشنی لفظوں میں کیسے گوندھی جاتی ہے، چاند آنکھوں میں کیسے اُتارے جاتے ہیں اور جان اُن پہ کیسے واری جاتی ہے:

گہر وہ لفظ کتنے محترم ہیں	جو کام آجائیں آقا ﷺ کی ثنا میں

میری یہ کاوشِ بے ہنر بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چلنے کی مقدور بھر سعی ہے۔ محبت کا یہ صحیفہ قافلہ سالارِ عشق سیدنا صدیق اکبرؓ کے دردِ فراق اور سوزِ عشق کی برہا کہانی کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ اس حدیثِ شوق میں سوچ، رُت کی یاد کے آہو ہیں، پلکوں پہ چمکتے جگنو ہیں، لفظوں میں مہکتی خوشبو ہے۔ اِس میں ہجر کے گیت ہیں، عقیدت کے آنسو ہیں، جدائی کی کسک ہے، ملن کی تڑپ ہے اور ہجر وفراق میں سلگتے دلوں کی محبت بھری داستاں ہے۔ محبت بھی وہ جو پھول کی طرح مُنزہ اور چاند کی طرح روشن ہے۔ خالقِ کائنات نے جسے اپنے محبوب ﷺ کی موجودگی میں ترتیب دیا۔ اس میں دلِ صد پارۂ من کے ٹکڑے ہیں جن کے ذرے ذرے کو میں حُسنِ عقیدت کی پلکوں سے چُنتا اور لوحِ دل پہ رقم کرتا رہا۔ اس داستانِ محبت کا ہر لفظ زباں پہ بارگاہِ محبوب ﷺ میں پہنچنے کی تڑپ اور ان کے حضور ﷺ حاضری کی تمنا لئے ہوئے ہے۔ مہر و وفا کے اس لالہ زار میں کھلے ہوئے ہر پھول کی خوشبو روحِ محمد ﷺ سے مُشک بو ہے۔ جس کے عکاس انوار المصطفے ہمدمیؔ کی یہ دلآرا الفاظ ہیں:

احساس میں مہکی ہوئی خوشبو، تری باتیں	الفاظ میں اُترا ہوا جادو، تری باتیں
تُو حُسن مرے دن کے اجالوں کی دھنک کا	راتوں کو چمکتے ہوئے جگنو، تری باتیں

تُو ہی تو دلاسا ہے مرا شامِ الم میں
بہنے نہیں دیتی مرے آنسو تری باتیں

اُڑ جائے اگر نیند غمِ دہر سے میری
سہلا کے سُلا دیتی ہیں گیسو تری باتیں

چلتا ہوں تو دامن بھی چمک اٹھتا ہے میرا
پھیلی ہیں گُہر بن کے ہر اک سو تری باتیں

سنتا ہوں جو بہتے ہوئے جھرنوں کا ترنم
محسوس ہوا کرتا ہے بس تُو تری باتیں

سرمایہ ہیں انوؔار کی اِس عمرِ رواں کا
جاناں تری آنکھیں، ترے ابرو، تری باتیں

میرا یہ سرمایہء نقدِ جاں محبوبِ دو جہاں ﷺ کی محبت میں گُندھے گجرے کے پھول ہیں۔ میرا کام تو بس ان کی تزئین و آرائش تھا، ان تابدار موتیوں کو ایک لڑی میں پرونا تھا اور دل آویز حرفوں کو لفظوں کی مالا میں سمونا تھا:

؎ فکر کے گلشن سے چُن کے لایا ہوں
یہ چند پھول نذرانہ قبول ہو جائیں

اس حدیثِ دل میں سب کچھ ہے لیکن وہ سب کچھ نہیں جو ہونا چاہیے کیونکہ دامنِ قرطاس میں اتنی وسعت کہاں کہ محبوبِ داور ﷺ کی محبت کی خوشبوئے دل آرا کو اپنے دامن میں سمیٹ سکے۔ گُنگ جذبوں اور بنجر سوچوں کے حصار میں میرے لبِ اظہار پہ عجزِ بیاں کی اِس ثروت کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔

؎ استعاروں میں محبت ہو نہیں سکتی بیاں
آپ ﷺ سا کوئی نہیں بس آپ سا کوئی نہیں

پھر بھی مَیں نے بنتِ نیل کی سی سعی کی ہے کہ اہلِ دل کے دل میں شاید کچھ جگہ پا لے۔

؎ یہ عقیدت بھی عجیب شے ہے کہ اکثر
مفلس کو بنا دیتی ہے یوسفؑ کا خریدار

حُسنِ یوسفؑ کے پرستاروں میں ایک خوش بخت پیر زال کا ذکر ملتا ہے جو سوت کی ایک اَٹی لے کر بازارِ مصر میں جانکلی تھی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ اُس کا راس المال اس کی بے مائیگی کا اشتہار ہے لیکن اس کی جرأتِ رندانہ نے اس کے نام کو عشاق کے جریدہ کی پیشانی کا جھومر بنادیا۔ وہاں معاملہ منصبِ نبوت کے لاتعداد حاملین میں سے صرف ایک نبی کا تھا، اسکے مقابلے میں ہماری عقیدت کا مرجع، ہمارے ایمان کا منبع، ہمارے وجدان کا منتہا، ہمارے احساس کا ملجا اور ہمارے شعور کا مدعا وہ ذات پاک ہے جو خاتم المرسلین، رحمت للعالمیں، محسنِ انسانیت، سرورِ کائنات اور محبوبِ کبریا ﷺ کی امتیازی صفات سے متصف ہے۔ اِس دُرِ یتیم کی سیرتِ طیبہ کے بے شمار پہلوؤں کو اجاگر کرنے والے ان گنت اہلِ قلم روزِ اول سے ہی مصروفِ کار ہیں اور ''ہر گُلے را رنگ وبوئے دیگر است'' کی تفسیر رقم ہوتی جارہی ہے۔ اصحابِ فکر ونظر اپنی بساط اور ظرف کے مطابق قافلہ در قافلہ زمان ومکان کی حدود قیود سے بے نیاز پروانہ وار اِس آخری شمع رسالت ﷺ کی بارگاہِ ناز میں ہدیۂ نیاز پیش کرنے کیلئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے ہیں اور یہ سلسلہ ابد تک یونہی چلتا رہے گا لیکن اُس خیر البشر ﷺ کے اوصافِ حمیدہ بیان ہو سکے ہیں نہ ہو سکیں گے۔

ذوقِ سلیم کی تشنگی آج بھی وہی ہے جو صدیوں پہلے تھی۔ اظہارِ بیاں کا عجز اور فکرِ رسا کی نارسائی روز بروز نمایاں ہوتی جارہی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خود خالقِ کون ومکاں اور اسکے مقربین ملائکہ ہمارے آقائے نامدار ﷺ کی مدح وثنا میں رطب اللساں رہتے ہوں اور اہل ایماں کے نام فرمان جاری ہو چکا ہو کہ وہ سرورِ کائنات ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہیں۔ ان حالات میں ہمارا عزمِ مدحت نگاری سوائے خیالِ خام کے اور کیا ہوسکتا ہے جہاں لعل وگہر کے خزانے لُٹانے والوں کی ختم نہ ہونے والی قطاریں لگی ہوئی ہوں وہاں ہماری سوت کی اَٹی کی کیا حیثیت ہے لیکن پھر بھی اس جسارت کے پیچھے اظہارِ عقیدت کا جذبہ کارفرما ہے، شاید بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں بار پا جائے۔

اس صحیفہء توصیف وثنا کو رقم کرنے میں میرے قلم کا حسنِ نگارش اور میری زباں کا لطفِ سخن حضور ﷺ ہی کی نظرِ کرم کا صدقہ ہے اور یہ امر باعثِ کبرو ناز نہیں بلکہ سرمایہء عجز و نیاز ہے۔ اس ارمغانِ عقیدت کی ریشمی رِدا میں شیریں بیاں سعدی کی اس خوبصورت سوچ کے موتی جڑے ہیں:

مِنت مَنِہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کُنی   منت ازُاُو پندار کہ بخدمت گزاشت

''تُو احسان نہ لگا کہ شہنشاہ کی خدمت میں مسلسل لگا ہوا ہے بلکہ یہ تو اُن ﷺ کا احسان ہے کہ تجھ جیسے بیکس و بے مایہ کو اپنی خدمت میں لگا رکھا ہے''۔

دل میں ایک خلش تھی کہ میری راہگذارِ حیات پہ کوئی ایسا نقشِ جمال ہو جو رہتی دنیا تک حضور ﷺ کی ذات سے میری نسبتِ عقیدت کا مُشکبو حوالہ ہو۔ پس اس مقام پہ یہ گُلاب حرف میری ثروت کا سرمایہ ہیں:

میرا نام زینتِ داستاں، میں حضور ﷺ کے حُسن کا مدح خواں
میں اُنہی کی بزم کا ہوں نشاں، میں دیارِ یار کی بات ہوں

کاش میری یہ کاوشِ نا تمام دلوں میں آقائے دو جہاں ﷺ کی اُس والہانہ محبت کے ٹوٹے ہوئے تار کو پھر سے جوڑ دے جو ہر صاحبِ ایماں کا سرمایہء دل وجاں ہے ---شاید میری نوکِ قلم سے ٹپکا ہوا کوئی لفظ محبت کی آنکھ کا آنسو بن کر عقیدت کے چہرے کا وضو ثابت ہو---عشق رسول ﷺ کے پھول کیلئے ارادت کی شبنم کا نمو بن جائے--- محبت کے خالی صدف کا کوئی موتی بن جائے--- دلوں کے اجڑے ہوئے چمن میں بادِ سحر گاہی کا نم ثابت ہو---قلب کے لق ودق صحرا میں حُبِ حبیب ﷺ کی صدا بن جائے۔ پس عطرِ سخن یہ کہ اپنے حرف نارسا سے اگر میں کسی ویرانہء دل میں عشقِ رسول ﷺ کا ایک پھول بھی کِھلا سکا تو بس بات بن گئی---میری بخشش کا سامان ہوگیا---میں نے اپنے آقا ﷺ کی ردائے رحمت میں جگہ پالی---مجھے حضور ﷺ کے سایہء عاطفت میں پناہ مل گئی، مجھے اور کیا چاہیئے، ایسی قسمت کی یاوری پہ دو جہاں صدقے:

اس سوچ میں ڈوبا ہوں ندامت میں گڑا ہوں   ہر چند گناہگار و سیاہ کار بڑا ہوں
گٹھڑی تھی گناہوں کی کہیں گر گئی سر سے   دربارِ رسالت میں تہی دست کھڑا ہوں

محبتِ رسول ﷺ روحِ ایماں بھی ہے اور تسکینِ قلب وجاں بھی---یہ آبروئے ملت بھی ہے اور وقارِ زندگی بھی۔

جس نام کے صدقے میں ملی دولتِ کونین   وہ نام تو ہر وقت مرے وردِ زباں ہے
ہے گرمئ بازارِ محبت ترے دم تک   اے عشقِ نبی تو عظمتِ آدم کا نشاں ہے

حضور ﷺ کے اک ثنا گر کے الفاظ میں ''ایمان کی عمارت خواہ کتنی ہی بلند وبالا کیوں نہ ہو اگر بنیادوں میں حُبِ رسول ﷺ کی آمیزش نہیں تو کچھ بھی نہیں---وہ تمام بلندی پستی کا اک ڈھیر ہے اور اس ڈھیر پہ کھڑے ہو کر خوشنودئ خُدا کا ایک ذرہ بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا''۔

صرف توحید کا شیطاں بھی ہے قائل یوں تو   شرطِ ایماں ہے محمد ﷺ کی غلامی، یہ نہ بھول
اُس سے نسبت نہ ہو گر تو محاسن بھی گناہ   وہ شفاعت پہ ہو مائل تو جرائم بھی قبول

❀❀❀❀❀

سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ کیس اور انسداد دہشتگردی کی عدالت کا فیصلہ

عین الحق بغدادی☆

7 فروری 2017ء کے دن انسداد دہشتگردی کی عدالت کی طرف سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے دائر استغاثہ پر فیصلہ سناتے ہوئے 139 ملزمان میں سے وزیراعظم، وزیراعلیٰ پنجاب سمیت ان 12 ملزمان کو طلب نہیں کیا گیا جن کا سانحہ ماڈل ٹاؤن سے براہ راست تعلق ہے اور جن کے متعلق عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے وکلاء کی طرف سے اے ٹی سی میں ٹھوس شواہد پیش کیے گئے۔

پاکستان عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس سانحہ کے ماسٹر مائنڈز (وزیراعظم، وزیراعلیٰ اور وزراء) کو طلب نہ کیے جانے کے اے ٹی سی کے اس فیصلے کے اس حصے کو لاہور ہائیکورٹ میں چیلنج کرنے کا اعلان کردیا ہے۔

اس استغاثہ کو دائر کرنے کا پس منظر یہ ہے کہ 17 جون 2014ء کو ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پولیس نے حکام بالا کے احکامات پر منہاج القرآن سیکرٹریٹ اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی رہائش گاہ پر حملہ کرتے ہوئے 14 افراد کو شہید اور 80 سے زائد کو گولیاں مار کر شدید زخمی کردیا تھا۔ اس سانحہ پر پولیس نے پاکستان عوامی تحریک اور شہداء کے ورثاء کی طرف سے درج ہونے والی ایف آئی آر نمبر 696 پر قانون کے مطابق تفتیش کرنے کے بجائے قانون اور انصاف کا قتل عام کیا اور دو پولیس والوں سمیت عوامی تحریک کے 42 کارکنوں اور عہدیداروں کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے چالان اے ٹی سی میں پیش کر دیا۔ پولیس کی اس غنڈہ گردی اور انصاف کے قتل عام پر بالآخر پاکستان عوامی تحریک نے استغاثہ دائر کرنے کا فیصلہ کیا۔

ٹھوس شواہد کے باوجود۔۔۔؟

استغاثہ 15 مارچ 2016ء کے دن دائر کیا گیا اور لگ بھگ 9 ماہ تک اس استغاثہ پر عوامی تحریک کے وکلاء نے ٹھوس دلائل اور شواہد پیش کیے جن میں 56 چشم دید گواہان نے عدالت میں گواہیاں قلمبند کروائیں اور تمام پولیس افسران اور اہلکاروں کے نام بتائے جنہوں نے 17 جون 2014ء کے دن ماڈل ٹاؤن میں منہاج القرآن اور سربراہ عوامی تحریک کی رہائش گاہ کے سامنے خون کی ہولی کھیلی۔ سماعت کے دوران عوامی تحریک کی طرف سے اے ٹی سی میں ماسٹر مائنڈز کے خلاف ٹھوس شواہد پیش کیے گئے۔

قارئین کے مطالعہ کے لیے یہ بتانا ضروری ہے کہ قانون کے مطابق دائر استغاثہ کے ضمن میں ملزمان کو طلب کرنے کیلئے ان کا ذکر کر دینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے اور واقعاتی شہادتیں دینا ہی کافی ہوتی ہیں مگر یہاں وہ شہادتیں دی گئیں جو سزا کے لیے بھی کافی ہوتی ہیں۔ عوامی تحریک کے رہنماؤں محترم خرم نواز گنڈاپور اور محترم فیاض احمد وڑائچ نے عدالت کے روبرو ایک ٹھوس شہادت دی کہ

☆ (ڈپٹی ڈائریکٹر میڈیا سیل PAT،MQI) ainulhaq70@gmail.com

15 جون 2014ء کی شام حکمرانوں نے انہیں بلا کر ڈاکٹر طاہر القادری کی وطن واپسی کے شیڈول کو تبدیل کرنے کی دھمکی دی اور کہا کہ اگر وہ پاکستان آئے تو پھر سنگین نتائج کے لیے تیار رہیں۔ یہ ٹھوس شہادت ماسٹر مائنڈز کو طلب کرنے کے لیے کافی تھی مگر ایسا نہیں کیا گیا اور انسدادِ دہشت گردی کی عدالت نے وزیراعظم، وزیراعلیٰ سمیت اس سانحہ کے ماسٹر مائنڈز کو طلب کرنے کے بجائے ان ماسٹر مائنڈز کے احکامات پر عمل کرنے والے پولیس افسران و اہلکاران کو طلب کرلیا۔

وزیر قانون اور وزیراعلیٰ کے بیاناتِ حلفی

یہ امر ذہن نشین رہے کہ پاکستان عوامی تحریک کے وکلاء نے عدالت کو جے آئی ٹی کی ایک رپورٹ کی کاپی بھی دی جس میں وزیرقانون پنجاب کا یہ بیان شامل ہے کہ اس نے 16 جون 2014ء کے دن سول سیکرٹریٹ میں ایک میٹنگ کی۔ اس میٹنگ کا ایجنڈا ماڈل ٹاؤن میں سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر طاہر القادری کی رہائش گاہ کے باہر سے بیریئر ہٹانا تھا اور اس میٹنگ میں وزیراعلیٰ پنجاب کے پرنسپل سیکرٹری ڈاکٹر توقیر شاہ، ہوم سیکرٹری اعظم سلیمان اور کمشنر لاہور ڈویژن راشد محمود لنگڑیال بھی شریک تھے۔

اس بیان میں ملزم سانحہ ماڈل ٹاؤن سے اپنے تعلق کا تحریری اعتراف کررہے ہیں۔اس اعتراف کے بعد کیا وزیرقانون کے اس سانحہ میں ملوث ہونے کے حوالے سے کسی اور ثبوت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

اسی طرح وزیراعلیٰ پنجاب نے بھی اپنے بیان میں اعتراف کیا کہ 17 جون 2014ء کی صبح ساڑھے 9 بجے سے قبل ان کے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ ماڈل ٹاؤن میں پولیس جمع ہے اور انہوں نے کہا کہ میں نے پولیس کو ہٹ جانے کا حکم دیا تو گویا 10 بجے سے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب بھی باخبر ہو چکے تھے۔

حکم دینے والے بری الذمہ کیوں؟

عدالت نے استغاثہ کا فیصلہ سناتے ہوئے سانحہ ماڈل ٹاؤن میں آئی جی پنجاب کو طلب کیے جانے کے ضمن میں فیصلے میں لکھا کہ وہ 17 جون 2014ء کی صبح 9:55 اپنے دفتر میں موجود تھے۔ اگر آئی جی پنجاب کو محض اس بات پر طلب کیا جا سکتا ہے کہ صبح 9:55 پر وہ اپنے فرائضِ منصبی سنبھال چکے تھے تو وزیراعلیٰ پنجاب بھی تو 10 بجے سے پہلے سانحہ سے باخبر ہونے کا اعتراف کر چکے ہیں، اسی شہادت کی بنیاد پر انہیں اور وزیر قانون کو طلب کیوں نہیں کیا گیا؟ ہمارا اے ٹی سی کے فیصلے پر سب سے بڑا تحفظ یہ ہے کہ حکم ماننے والوں کو تو طلب کر لیا گیا جبکہ حکم دینے والوں کو چھوڑ دیا گیا، اس سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کا سیاسی پس منظر

سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ایک سیاسی پس منظر ہے، اس پس منظر کو نظر انداز کرتے ہوئے اس سانحہ کے ذمہ داران تک نہیں پہنچا جاسکتا۔ اس واقعے کا سیاسی پس منظر یہ ہے کہ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری عرصہ دراز سے پاکستان کے بگڑے ہوئے سیاسی نظام اور اشرافیہ کے ہاتھوں یرغمال موجودہ فرسودہ نظام میں تبدیلی لانا چاہتے تھے۔اس مقصد کے لیے انھوں نے ہمیشہ اپنے کارکنان کی تربیت بھی کی اور بیداریٔ شعور مہم کے ذریعے اس پیغام کو پاکستانی قوم تک پہنچایا۔

☆ 23 دسمبر 2012ء کو قائد انقلاب کی پاکستان آمد پر مینار پاکستان ایک جلسہ عام رکھا گیا جس میں عوام نے اتنی کثیر تعداد میں شرکت کی کہ پاکستان کی تاریخ کے تمام جلسوں کے ریکارڈ ٹوٹ گئے ۔یہ وہ اجتماع تھا جس نے پہلی بار اربابِ سیاست کو پریشان کیا۔

☆ اس کے معاً بعد اسلام آباد کی طرف 13

جنوری 2013ء کو پہلا منظم لانگ مارچ ہوا جس نے ایک اور نئی تاریخ رقم کی۔

☆ 11 مئی 2013ء کو جعلی الیکشن کمیشن کے ذریعہ ہونے والے نام نہاد انتخابات کا پاکستان عوامی تحریک نے نہ صرف بائیکاٹ کیا بلکہ انتخابات والے دن ملک گیر دھرنوں کے ذریعے انتخابات پر عدم اعتماد کے اظہار کے ساتھ ساتھ ہر بڑے شہر میں افرادی قوت کا بھی مظاہرہ کیا۔

☆ قائد انقلاب نے 29 مئی 2014ء کو ق لیگ کی قیادت کے ہمراہ لندن میں پریس کانفرنس کی جس میں عوامی خوشحالی پر مبنی 10 نکاتی انقلابی ایجنڈے کا اعلان کیا۔ اس اعلان کو قومی میڈیا پر غیر معمولی پذیرائی ملی اور یہ خبریں چلنا شروع ہوئیں کہ حکومت کے خلاف ایک بڑا الائنس تشکیل پانے والا ہے اور تحریک چلنے والی ہے۔ ان خبروں سے حکمران حواس باختہ ہوگئے۔

جب حکمرانوں کو یقین ہوگیا کہ اب ان کے خلاف تحریک چلے گی چونکہ انہیں 23 دسمبر 2012ء کے عوامی اجتماع اور 11 مئی 2013ء کے احتجاجی دھرنوں سے اندازہ ہوگیا تھا کہ عوام سڑکوں پر آنے کے لیے تیار ہیں تو شریف برادران نے 12 اپریل 2014ء کے بعد دی جانے والی دھمکیوں پر عملدرآمد کرنے کا فیصلہ کیا۔

☆ 15 جون 2014ء کے دن وزیراعظم نے جاتی عمرہ میں وزیراعلیٰ پنجاب سے ہنگامی ملاقات کی جس کا واحد ایجنڈا قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی پاکستان آمد کو ہر حال میں روکنا تھا۔ قومی اخبارات نے اس ملاقات کے ایجنڈے کے حوالے سے اگلے دن خبریں شائع کیں۔

☆ 15 جون 2014ء کے ہی دن حکمرانوں نے پاکستان عوامی تحریک کے سینئر رہنماؤں کو بلا کر دھمکیاں دیں اور کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی آمد کو روکیں یا سنگین نتائج کے لیے تیار رہیں۔

☆ 16 جون کو قائد انقلاب نے پریس کانفرنس کے ذریعہ نواز شریف، شہباز شریف، چوہدری نثار، خواجہ آصف، خواجہ سعد رفیق، پرویز رشید، حمزہ شہباز اور عابد شیر علی آٹھ افراد پر عوامی ایف آئی آر کروائی کہ میری جان کو یا تحریک کے کسی کارکن کو کسی قسم کا کوئی نقصان ہوا تو یہ افراد ذمہ دار ہوں گے۔ یہ ایف آئی آر ان وزراء کی طرف سے ملنے والی مسلسل دھمکیوں کے نتیجے میں تھی۔

☆ جب حکمرانوں نے دیکھ لیا کہ قائد انقلاب کا پاکستان آنے کا فیصلہ اٹل ہے تو انھوں نے فوری میٹنگ طلب کی جس کا مقصد ہر ممکن طریقے سے ڈاکٹر صاحب کی آمد کو روکنا تھا۔ چنانچہ 16 جون 2014ء کو رانا ثناء اللہ نے سول سیکرٹریٹ میں ایک میٹنگ کی۔ اس میٹنگ میں وزیراعلیٰ پنجاب کے پرنسپل سیکرٹری ڈاکٹر توقیر شاہ، کمشنر لاہور راشد محمود لنگڑیال اور ہوم سیکرٹری اعظم سلیمان شریک تھے۔ ان تینوں افراد نے اس ملاقات کا اعتراف پنجاب حکومت کی طرف سے قائم کی جانے والی جے آئی ٹی کے روبرو بھی کیا جو ریکارڈ پر ہے۔ صوبائی وزیر قانون نے جے آئی ٹی کے روبرو یہ اعتراف کیا کہ یہ میٹنگ ماڈل ٹاؤن میں بیرئرز ہٹائے جانے کے لیے بلائی گئی تھی۔

☆ چنانچہ اس میٹنگ میں ہونے والے فیصلوں پر عملدرآمد کے لئے 17 جون کو خون کی ہولی کھیلی گئی۔

چند سوالات

۱۔ کیا مذکورہ میٹنگ کا اعتراف ان افراد کے سانحہ ماڈل ٹاؤن سے تعلق کو ثابت نہیں کرتا۔۔۔؟ کیونکہ یہی واقعہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا سبب بنا۔

۲۔ اگر حکومت پنجاب کا مقصد بیرئرز ہٹانا تھا تو دن کے وقت آتے، رات کے ایک بجے آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟

۳۔ بیرئرز ہٹانے کے لیے پولیس کی تین ہزار نفری کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟ اور سب سے اہم بات کہ بیرئرز

ہٹانے کا کام پولیس کا نہیں بلکہ ٹی ایم اے کی ٹیم کا ہوتا ہے اور اگر ضرورت پڑے تو وہ پولیس کو باضابطہ درخواست کرتا ہے جبکہ یہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔

۴۔ پولیس کا ہائی کورٹ کے حکم نامے کو بھی نہ ماننا اور ہر صورت بیئرز ہٹانے پر اصرار کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انھیں قتل و غارت گری کا حکم ملا ہوا تھا۔

پولیس کا مقصد رکاوٹیں ہٹانا نہیں بلکہ جانی نقصان پہنچانا تھا تاکہ قائد انقلاب خوفزدہ ہوجائیں اور ملک آنے کا فیصلہ تبدیل کردیں اور عوام بھی ڈر اور خوف کے باعث حکمرانوں کے خلاف سڑکوں پر نہ نکلے۔

۵۔ اس پر ایک اور مضبوط دلیل رانا ثناء اللہ کا وہ بیان ہے جو اُس نے 17 جون 2014ء کو ہی پنجاب اسمبلی کے فلور پر حزب اختلاف کے نکتہ اعتراض پر دیا تھا۔اس نے کہا کہ ریاست کے اندر ریاست قائم نہیں ہونے دیں گئے اور ہمیں مصدقہ اطلاعات ملی ہیں کہ پاکستان عوامی تحریک نے ملک میں انارکی پھیلانے کے لیے اسلحہ جمع کر رکھا ہے اور کارکنان کی عسکری تربیت کے ساتھ ساتھ ان سے قرآن پر حلف لیا جا رہا ہے۔ بعد میں وقت نے جھوٹوں کے اس سردار کے سارے دعوے غلط ثابت کر دیے۔کیا رانا ثناء کا یہ بیان سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ساتھ ان کے تعلق کو ثابت نہیں کرتا۔۔۔؟

۶۔ اگر حکومتی ٹولہ اس سازش میں شریک نہیں تھا تو گیارہ گھنٹے کی اس لڑائی کو روکنے کا حکم کیوں نہیں دیا گیا۔۔؟

۷۔ حکمران ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ اُن کا اس واقعے سے کوئی تعلق نہیں،اگر تعلق نہیں تھا تو پھر خون کی ہولی کھیلنے والے پولیس افسران اور اہلکاروں کے خلاف کاروائی کیوں نہ کی۔۔؟

۸۔ جسٹس باقر علی نجفی کمیشن کی رپورٹ شائع کیوں نہیں کی گئی۔۔؟

۹۔ مان لیں کہ اس پورے واقعے کی کسی حکومتی وزیر،مشیر کو خبر نہیں ہوئی تو پھر پتہ چلنے پر ذمہ دار پولیس اہلکاروں کے خلاف کاروائی کیوں نہیں کی گئی۔۔۔؟

۱۰۔ اس واقعہ کے ذمہ داران میں سے بعض پولیس افسران کو عہدوں سے نوازا گیا اور deputation پر بیرون ملک بھیج دیا گیا۔ کیا حکومت کا پولیس کے خلاف کاروائی نہ کرنا اور انھیں تحفظ دینا، اس سانحے کے ساتھ ان کے تعلق کو ظاہر نہیں کرتا۔۔؟

۱۱۔ اگر حکمران طبقہ اس سانحے کا پلانر نہیں ہے تو پھر مقتولین و مجروحین کی ایف آئی آر کیوں درج نہ ہونے دی بلکہ اُلٹا مقتولین اور زخمیوں کے لوحقین کے خلاف پولیس کی مدعیت میں ایف آئی آر درج کر کے انسانیت کے بعد انصاف کا قتلِ عام کیا گیا۔کیا یہ ’’شریفوں‘‘ کی بدمعاشی پر واضح دلالت نہیں۔۔۔؟

۱۲۔ شہداء کے ورثاء کو دیت لینے پر مجبور کرنا بھی کیا حکومت کے اس سانحے میں شامل ہونے کے لیے کافی نہیں۔۔۔؟

۱۳۔ اس واقعے کے فوراً بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیشن بنایا جس نے حکومت پنجاب کو اس واقعے کا ذمہ دار ٹھہرایا ،ایسی صورت میں حکومت نے باقر علی نجفی کمیشن کی رپورٹ دبا دی۔ اگر اس رپورٹ میں ’’شریف‘‘ لوگوں کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا گیا تھا تو رپورٹ کیوں منظر عام پر نہیں آنے دی۔ کیا یہ بھی اس واقعے کے ساتھ حکومت کے تعلق کو ثابت کرنے کے لیے ناکافی ہے۔۔۔؟

۱۴۔ اگر شریف برادران خود کو بری الذمہ سمجھتے ہیں تو وہ شہداء اور زخمیوں کے ورثاء کی تائید سے جے آئی ٹی کی تشکیل سے خوفزدہ کیوں تھے۔۔۔؟

۱۵۔ اگر شریف برادران اس سانحے کے ماسٹر مائنڈ نہیں تھے تو پھر عدالت کے حکم کے باوجود پاکستان عوامی تحریک کی ایف آئی آر درج کیوں نہیں ہونے دی گئی۔۔۔؟

۱۶۔ ان کے وزراء نے عدالتی فیصلے کے خلاف ہائیکورٹ سے رجوع کیوں کیا۔۔۔؟

۱۷۔ ہائیکورٹ سے رٹ خارج ہونے کے بعد بھی ایف آئی آر درج کیوں نہ ہونے دی گئی۔۔۔؟ جسے بعد ازاں سابق آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی مداخلت پر درج کیا گیا۔

۱۸۔ پنجاب حکومت کی ہدایت پر بننے والی پہلی جے آئی ٹی میں ''ایم آئی'' اور ''آئی ایس آئی'' کے اختلافی نوٹ کو پولیس نے جے آئی ٹی رپورٹ سے نکال دیا اور لف دستاویزات کی فہرست میں یہ لکھا کہ جے آئی ٹی مکمل رپورٹ لف ہے۔ اگر ان لوگوں کا اس واقعے سے کوئی تعلق نہیں تو پھر ان ایجنسیوں کے اختلافی نوٹ کو کیوں غائب کیا گیا۔۔۔؟

یہ وہ سارے حقائق ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شریف برادران سانحہ ماڈل ٹاؤن میں براہ راست ملوث ہیں۔ وہ انسانی خون بہانے کے ساتھ ساتھ انصاف کے قتل عام میں بھی پیش پیش ہیں۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے ہمارا بنیادی موقف اور مطالبہ ہے کہ شریف برادران اور ان کے وزراء کو طلب کیا جائے کیونکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے منصوبہ ساز اور ماسٹر مائنڈ شریف برادران ہی ہیں اور اس واقعے کا براہ راست فائدہ بھی انہی کو پہنچا ہے۔

❀❀❀❀❀

اظہار تعزیت

گزشتہ ماہ محترم سید سجاد بادشاہ اور محترم سید عنائت بادشاہ (پشاور) کے والد محترم پیر سید مستان شاہ، محترم محمد عرفان (سیکرٹری جنرل PAT، NA-49 اسلام آباد) کے والد محترم اللہ بخش، محترم سید اختیار علی شاہ بخاری (ناظم UC-232 ٹاؤن شپ لاہور) کے والد، محترم حافظ عباس (PP-137 شاہدرہ لاہور) کی والدہ، محترم میاں عبدالوحید (سابقہ امیر تحریک لاہور) کے والد، محترم عباس عطاری (PP-153 چونگی امرسدھو لاہور) کے والدین یکے بعد دیگرے، محترم ڈاکٹر شاکر حسین (PP-158 لاہور) کی ساس، محترم عامر سلطان اور محترم عاطف سلطان (حافظ آباد) کے والد محترم ماسٹر عبدالسلطان، محترم اقبال شاہ (گڑھا موڑ) جنرل سیکرٹری PAT وہاڑی کی والدہ، محترم میاں محمد قاسم قادری (حافظ آباد) کے سسر محترم غلام حسین، محترم ملک محمد سلطان (ضلعی امیر حافظ آباد) کی اہلیہ محترمہ فردوس سلطان (صدر MWL PP-105 حافظ آباد)، محترم الطاف مورائی کی والدہ، محترم محمد ارشاد بریال (تحصیل ناظم لیہ) کے والد محترم حاجی اللہ بخش بریال، محترم چوہدری محمد نوید (ناظم یوسی 4 نارنگ منڈی) کی والدہ، محترم ڈاکٹر اعجاز احمد (پنڈی بھٹیاں) کی نانی جان، محترم حافظ محمد شعیب چدھڑ (ننکانہ) کی چچی جان، محترم علامہ محمد احسان رضوی (ملکوال) کی پھوپھی، محترم پروفیسر محمد یوسف (ضلعی ناظم سمندری) کی نانی جان، محترم منور احمد باجوہ (صدر PAT گوجرہ) کی ہمشیرہ اور بھانجی، محترم جابر حسین طاہر (صدر ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی تائی جان، محترم ملک مقصود احمد (ناظم ویلفیئر گوجرہ) کے سسر، محترم فاروق قاسم (گوجرہ) کی ساس، محترم حاجی محمد لطیف (ضلعی امیر ٹوبہ ٹیک سنگھ) کے تایا زاد بھائی، محترم میاں ساجد (گوجرہ) کے تایا زاد بھائی، محترم محمد شہباز (گوجرہ) کی ساس، محترم رانا محمد یونس (شورکوٹ کینٹ)، محترم رانا مظفر حسین قادری (شورکوٹ کینٹ) کے سسر، محترم ڈاکٹر محمد منیر احمد ہاشمی (گوجرانوالہ) کے والد، محترم محمد یونس نقشبندی (90 موڑ) کے والد، محترم ساجد احمد ہاشمی کی والدہ اور محترم محمد سلیم طاہر (پی پی 167) کے کزن قضائے الٰہی سے انتقال فرمائے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

تحریک منہاج القرآن اور اسکے فورمز کے مابین ''کوآرڈینیشن'' پالیسی

(خرم نواز گنڈا پور۔ ناظم اعلیٰ MQI/سیکرٹری جنرل PAT)

تحریک منہاج القرآن نے عمر، جنس اور طبقات کی بنیاد پر اپنے ساتھ وابستگان کو مختلف فورمز میں تقسیم کر رکھا ہے۔ جہاں فورمز اور تحریک (independently) انفرادی حیثیت سے اپنے اپنے اہداف کے حصول کیلئے کوشاں رہتے ہیں اور ان کے درمیان مشترکہ اور علاقائی امور میں روابط بھی رہتے ہیں۔ تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک اور جملہ فورمز کے مابین روابط کے ضمن میں پالیسی درج ذیل ہے:

1۔ مرکز سے لے کر یونین کونسل کی سطح تک ''کوآرڈینیشن کونسلز'' کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ کوآرڈینیشن کونسل میں تحریک، PAT اور تمام فورمز کے متعلقہ سطح کے امیر/صدور اور ناظمین بلحاظ عہدہ ممبر ہونگے۔

2۔ زونل، ضلعی، صوبائی حلقہ جات، تحصیل اور UC سطح پر تحریک، PAT اور دیگر تمام فورمز کی مشترکہ کوآرڈینیشن کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

3۔ کوآرڈینیشن کونسل کی سربراہی تحریک منہاج القرآن کے ضلعی، صوبائی اور تحصیلی امیر/صدر کو دی جائے گی۔

☆ ضلع، صوبائی حلقہ جات یا تحصیل کا صدر PAT اگر مؤثر اور ہر دلعزیز شخصیت کا مالک ہو، تحریک منہاج القرآن، PAT اور جملہ فورمز اس پر بھرپور اعتماد کرتے ہوں اور وہ اس اہل بھی ہے تو اسے کوآرڈینیشن کونسل کی سربراہی دی جاسکتی ہے۔ (نوٹ: نامزدگی ہر دو صورتوں میں مرکز کی طرف سے ہوگی۔)

4۔ زونل کوآرڈینیشن کونسل میں سربراہی کا نظام مشترکہ ہوگا جس میں نائب ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کا زونل صدر شامل ہونگے اس طرح اس میں Co-Head کا تصور آئے گا۔ سربراہی اور فیصلوں کا نظام مشترکہ ہوگا۔

(نوٹ: اگر فیصلہ پاکستان عوامی تحریک سے متعلق ہوگا تو ترجیحاً پاکستان عوامی تحریک کے صدر کی رائے کو اہمیت حاصل ہوگی اور اگر فیصلہ تحریک منہاج القرآن سے متعلق ہوگا تو نائب ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن کی رائے کو اہمیت حاصل رہے گی۔)

5۔ ناظم تحریک ہر سطح پر کوآرڈینیشن کونسل کے سیکرٹری ہونے کے ناطے ریکارڈ، کارروائی اور ڈاک کے ذمہ دار ہوں گے۔

6۔ تحریک، PAT یا کسی بھی فورم کے مرکزی/صوبائی ذمہ دار کے متعلقہ شہر میں دورے کی قبل از وقت اطلاع متعلقہ کوآرڈینیشن کونسل کو ہونا ضروری ہوگا۔ متعلقہ سطح پر تحریک، PAT اور فورمز اپنی اپنی بالائی لیڈر شپ کے اپنے شہر/علاقے میں شیڈول کی اطلاع کوآرڈینیشن کونسل کو کرنے کے پابند ہونگے۔

7۔ مرکزی سطح پر ''سنٹرل کوآرڈینیشن کونسل''، زونل سطح پر ''زونل کوآرڈینیشن کونسل''، ضلعی سطح پر ''ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کونسل''، صوبائی حلقہ/تحصیل کی سطح پر ''سٹی کوآرڈینیشن کونسل اور یونین کونسل کی سطح پر بننے والی کونسل کو UC کوآرڈینیشن'' کونسل کہا جائے گا۔

8۔ ایسے خصوصی اجلاسات جو بیک وقت ملک بھر میں منعقد کیے جارہے ہوں، ان سے حسب ضرورت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری یا چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری بھی خطاب فرمایا کریں گے۔

اختیارات و ذمہ داریاں

1۔ کوآرڈینیشن کونسل ہر سطح پر فورمز اور تحریک کے مابین مربوط اور ہم آہنگ نظام کار کی ذمہ دار ہوگی۔

2۔ تمام مشترکہ پروگرام، مہمات اور منصوبوں کی پلاننگ، تقسیم کار، نگرانی اور اہداف کا حصول کوآرڈینیشن کونسل کی ذمہ داری ہوگا۔

3۔ کوآرڈینیشن کونسل کے عمومی اجلاس ماہانہ بنیادوں پر ہونگے۔ ماہانہ اجلاس میں تحریک اور فورمز کے مرکز/ بالائی سطح سے دیئے گئے ورکنگ پلان اور اہداف کی روشنی میں گزشتہ ماہ کی کارکردگی اور اہداف کے حصول کا جائزہ لیا جائیگا اور آئندہ ماہ کے اہداف زیر بحث لائے جائیں گے۔

4۔ تحریک، PAT یا کسی بھی فورم کا تنظیمی ڈھانچہ نامکمل یا نہ ہونے کی صورت میں کوآرڈینیشن کونسل متصل ذیلی تنظیمی ڈھانچے مکمل کرنے اور خود اپنی سطح کیلئے مناسب افراد کی تقرری کی تجاویز بالائی سطح کو منظوری کیلئے بھجوانے کی پابند ہوگی۔

5۔ ہر سطح کی تمام کوآرڈینیشن کونسلز ہر ماہ کے پہلے ہفتے کے اندر اپنا اجلاس منعقد کرنے کی پابند ہوں گی۔

6۔ کوآرڈینیشن کونسل اپنے اجلاس کی کارروائی بالائی تنظیم کو بھجوانے کی پابند ہوگی۔

7۔ کوآرڈینیشن کونسل تمام بالائی دورہ جات کو نتیجہ خیز بنانے کیلئے اپنے علاقے کی سرگرمیوں کی نگرانی کی ذمہ دار ہوگی۔

8۔ کسی بھی ایسے تنازع کی صورت میں جو تحریک یا فورمز کی سطح پر حل نہ ہو سکے متعلقہ سطح پر کوآرڈینیشن کونسل میں طے کیا جائے گا۔ تنازع حل نہ ہونے کی صورت میں معاملہ بالائی کوآرڈینیشن کونسل کے سپرد ہو جائے گا۔ ❁❁❁

eLearning by Minhaj ul Quran International:

The Best amongst you is (he) who learns and teaches the Holy Quran."
(Sahih Al-Bukhari, Volume 4, Hadith # 4739)

Anybody who has computer and Internet can learn with us.

Online Courses

1: Reading Quran
2: Qirat ul Quran
3: Irfan ul Quran
4: Translation Quran
5: Aqaaid Course
6: Fiqh Course
7: Hadith Course
8: Seerat ul Rasool
9: Urdu Language
10: Arabic Language
11: Naat course
12: Hifz ul Quran

Free trial for 3 days

Salient Features:

- Qualified & Trained staff
- One to one class
- Nominal fee
- Female tutor for female student
- You can take class in 3 languages (Urdu, English & Arabic)

For further details:

www.equranclass.com email: elearning@minhaj.org
Land line #: +92-42-35162211 / WhatsApp, Viber & imo : +92-321-6428511

سانحہ ماڈل ٹاؤن: احتجاجی ریلی (لاہور)

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے قائم کردہ جسٹس باقر علی نجفی کمیشن کی رپورٹ کو شائع نہ کرنے کے خلاف 27 جنوری 2017ء کو احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ احتجاجی ریلی کا آغاز ایوان اقبال سے لاہور پریس کلب تک ہوا۔ ریلی سے اپوزیشن لیڈر پنجاب اور تحریک انصاف کے مرکزی رہنما میاں محمود الرشید، سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک خرم نواز گنڈا پور، اے پی ایم ایل کی رہنماء فاطمہ عاطف ملہی، مرکزی سیکرٹری جنرل جے یو پی نیازی ڈاکٹر امجد علی چشتی، رہنماء مجلس وحدت المسلمین سید حسن کاظمی، سیکرٹری جنرل بینارٹی الائنس ریورنڈ ڈاکٹر سموئیل، بشارت جسپال، ساجد بھٹی، جواد حامد، مظہر علوی، زارا ملک، علامہ میر آصف اکبر، حافظ غلام فرید نے اور PAT کے مرکزی قائدین نے خصوصی شرکت کی۔

محترم میاں محمود الرشید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن پاکستان ہی نہیں پوری دنیا کی تاریخ کا افسوسناک سانحہ ہے جس میں ریاست نے اپنے شہریوں کو قتل کیا، اگر شریف برادران سانحہ میں ملوث نہیں تو پھر جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ کو شائع کیوں نہیں کیا جا رہا؟

محترم خرم نواز گنڈا پور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے قصاص سے کسی صورت پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

ڈاکٹر طاہرالقادری نے احتجاجی ریلی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ جنہوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی منصوبہ بندی کی انہیں طلب کیا جائے۔ اگر پولیس بیریئر ہٹانے آئی تھی تو میری رہائش گاہ اور بیڈ رومز کے اندر کیوں گولیاں ماری گئیں، وہاں پر کونسے بیریئر تھے؟ پولیس والے منہاج القرآن کے اندر کیوں گھسے، وہاں کونسے بیریئر تھے؟ خدانخواستہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو انصاف نہ ملا تو پھر حکمران پانامہ لیکس جیسے سینکڑوں کیسز ڈکار لئے بغیر ہضم کر جائیں گے اور ہر گھر سے تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضٰی شہید ہونگی اور کسی کو انصاف نہیں ملے گا۔

پہلی جے آئی ٹی کی رپورٹ میں بھی پولیس کی ایف آئی آر کو غلط قرار دیا گیا اور ممبرز نے اختلافی نوٹ دیئے کہ بلانے کے باوجود اہم ملزم نہیں آئے اور سانحہ میں استعمال ہونے والے اسلحہ کا معائنہ نہیں کرایا گیا۔ قاتل حکمران بے گناہوں کو قتل کرنے کے بعد اب انصاف کا قتل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پر امن لوگ ہیں، صبر سے کام لے رہے ہیں اور عدلیہ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ’’حقائق کے بر خلاف فیصلہ دینے والا، حقوق تلف کرنے والا اور ظالم اور مظلوم کے درمیان فرق نہ کر سکنے والا قاضی جہنم میں جائے گا‘‘ اور بلا خوف وخطر انصاف کرنے والا قاضی جنت میں جائے گا۔

میں نے اور میرے کارکنوں نے ظالم نظام کو چیلنج کیا تھا جس پر حکمران میری آمد سے خوفزدہ تھے، جسکی وجہ سے ماڈل ٹاؤن میں خون کی ہولی کھیلی گئی۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن ریاستی دہشتگردی کا بدترین واقعہ ہے، اس میں وفاقی اور صوبائی حکمران ملوث ہیں، جب دیکھوں گا انصاف کا کوئی راستہ نہیں بچا تو پھر فیصلہ کن راؤنڈ کا اعلان ہوگا۔ اگر شہدا کے ورثاء انصاف کیلئے باہر نکل آئے تو قاتل حکمرانوں کیلئے چلنا پھرنا مشکل ہو جائے گا۔ انتظار کر رہے ہیں کہ عدلیہ کمزور اور طاقتوروں کے درمیان کیا فیصلہ کرتی ہے۔ خدانخواستہ قاتل بچ گئے تو یہ انصاف، آئین، قانون اور انسانیت کا خون ہوگا۔

اعلان! یہ بات مرکز کے نوٹس میں آئی ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی اور ذیلی فورمز کے بعض عہدیدار اور کارکنان گوادر اور دیگر ہاؤسنگ سوسائیٹیز میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ ان احباب کا ذاتی کاروبار ہے اور تحریک منہاج القرآن کا ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ احباب اپنے لین دین/نفع نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے اور کسی کو بھی اس حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت مرکز میں لانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ یورپ

منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے زیرانتظام منہاج کالج مانچسٹر کی افتتاحی تقریب 10 جنوری 2017ء کو منعقد ہوئی، جس کی صدارت منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کی۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے قائدین و کارکنان اور مانچسٹر میں مقیم پاکستانیوں نے بھی پروگرام میں شرکت کی۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جدید سائنسی علوم کا ماخذ قرآن پاک ہے۔ منہاج القرآن کے تعلیمی اداروں میں دین اور جدید سائنسی علوم ساتھ ساتھ پڑھائے جاتے ہیں۔ ماڈرن سائنسی علوم کی عصری ضرورت کو ہم نے اپنی تعلیمی حکمت عملی میں فوقیت دی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کی عمر بھر کی تحقیق اور تجربہ کا یہ نچوڑ ہے کہ ماڈرن سائنسی علوم کی تحصیل کے بغیر دین اسلام کے فروغ کی کوئی کاوش ثمر بار نہیں ہوسکتی۔

منہاج القرآن علم، امن اور تحقیق کی ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے جو پاکستان کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں ایسے تعلیمی ادارے قائم کررہی ہے جس سے یورپی معاشرے میں پروان چڑھنے والے باصلاحیت بچے اپنی اصل سے علمی و تحقیقی رشتہ استوار رکھ سکیں۔ ہماری جدوجہد علم برائے منافع کے لیے نہیں بلکہ علم برائے انسانیت کے لیے ہے۔ منہاج القرآن کے فلاحی پراجیکٹس بغیر نفع ونقصان کی بنیاد پر چلائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منہاج القرآن کی 36 سالہ جدوجہد میں علم اور خدمت کا یہ سفر ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں رکا' اور اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین پاک کے صدقے بے پایاں برکتیں عطا کیں اور ہم پاکستان کے ساتھ ساتھ دنیا کے 90 سے زائد ممالک میں اس خدمت کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔

اس موقع پر پروگرام کے شرکاء میں سے مانچسٹر میں رہائش پذیر مسلم فیملیز بالخصوص پاکستانی خاندانوں نے منہاج مانچسٹر کالج کے قیام پر انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کالج کے قیام سے دیار غیر میں بچوں کی معیاری تعلیم و تربیت کی بہت بڑی پریشانی سے نجات مل گئی ہے۔ اس پر ہم شیخ الاسلام کے انتہائی مشکور ہیں۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے زیراہتمام منہاج کالج مانچسٹر کے زیراہتمام میلاد کانفرنس 8 جنوری 2017ء کو مانچسٹر کی مرکزی مسجد میں منعقد ہوئی، جس کی صدارت مہمان خصوصی منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کی۔ کانفرنس کے میزبان شیخ عدنان سہیل، منہاج القرآن انٹرنیشنل لندن کے ڈائریکٹر علامہ ذیشان قادری

محترم فیصل حسین کی بطور MD منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن تقرری

گذشتہ ماہ چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے محترم فیصل حسین (ناظم MQI بیلجیئم) کو منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے مینیجنگ ڈائریکٹر کی ذمہ داری سونپی ہے۔ موصوف بین الاقوامی کمپنیوں میں کام کرنے کا 16 سالہ وسیع عالمی تجربہ رکھتے ہیں اور چار ممالک میں 200 افراد پر مشتمل ٹیم کے منتظم اعلیٰ بھی رہے ہیں۔ موصوف کا تجربہ اور ماہرانہ حکمت عملی آپریشنل ہونے کے ساتھ ساتھ نئی مارکیٹس کے حصول میں تحقیق وجستجو کی حامل رہی ہے۔ محترم فیصل حسین عالمی سطح پر معاملات کے حل کے لیے درکار زبان و بیان اور رسوم و آداب سے مکمل آگہی رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ ان کا وسیع تجربہ اور مہارت منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے لیے غیرمعمولی کامیابیوں کا باعث بنے گی۔ اپنے بے مثال پیشہ وارانہ تجربے کے علاوہ محترم فیصل حسین دو دہائیوں سے زیادہ عرصے سے مصطفوی مشن کے لیے بھی تن دہی سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں ملکی سطح پر MQI کے معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کا بھی وسیع تجربہ ہے۔

امید رکھتے ہیں کہ ان شاء اللہ فاؤنڈیشن کی ٹیم میں ان کی بطور مینیجنگ ڈائریکٹر شمولیت منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے عظیم مشن کو غریب اور ضرورت مند طبقات کی فلاح کیلئے عالمی سطح پر مزید اجاگر کروانے میں کامیاب ہوگی۔

(ای میل:md@minhajwelfare.org)(MWF آفس فون نمبر:0044 300 3030 777)

اور منہاج القرآن انٹرنیشنل یو کے کی سنٹرل ایگزیکٹو کے صدر سید علی عباس بخاری تھے۔ پروگرام کا آغاز صحیفہ انقلاب کی تلاوت سے ہوا، جس کے بعد شہباز حسن قادری اور دیگر نعت خوان حضرات نے ثناء خوانی کی۔

منہاج کالج مانچسٹر کے چیئر مین بورڈ آف گورنرز محترم ڈاکٹر زاہد اقبال نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کانفرنس کے شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ منہاج کالج مانچسٹر میں اسلامک سائنسز کے فیکلٹی ہیڈ مفتی سہیل احمد صدیقی اور نوجوان اسکالر صاحبزادہ حافظ فضل محمد نے برطانیہ میں مسلم کمیونٹی اور تعلیمی اداروں کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مغربی دنیا میں والدین اپنے بچوں کی اسلامی تربیت کے بارے فکر مند رہتے ہیں اور انہیں ایک ایسے تعلیمی ادارے کی تلاش رہتی ہے، جہاں ان کے بچے تعلیم کے ساتھ تربیت بھی حاصل کر سکیں۔ اس حوالے سے منہاج کالج مانچسٹر کا قیام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے عظیم تعلیمی وژن کی اعلیٰ مثال ہے۔

برطانیہ میں مرکزی جماعت اہلسنت کے صدر محترم علامہ نثار احمد بیگ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برطانیہ آنے والے تقریباً اکثر علماء دین اور اسکالرز کا مقصد یہاں سے فنڈز اکٹھا کرنا ہوتا ہے، جبکہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ادارے حقیقی معنوں میں دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ کا باعث ہیں اور اس سوسائٹی میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ اب آپ نے منہاج کالج مانچسٹر قائم کر کے برطانیہ میں مسلم کمیونٹی کی حقیقی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ علماء میں سے نام نہاد طبقہ شیخ الاسلام سے حسد، بغض اور محض ذاتی عناد کی وجہ سے مخالفت رکھتا ہے، جنہوں نے امت اور قوم کے لیے ایک تعلیمی ادارہ تک قائم نہیں کیا، ہمیں ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنا ہوگی۔

کانفرنس کے مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اپنا صدارتی خطبہ ’’آقا علیہ السلام کی رضا، منشاء الٰہی ہوتی ہے‘‘ کے موضوع پر پیش کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کی گواہی پیش کی کہ نبی مکرم ﷺ اپنی مرضی سے بولتے بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی آقا ﷺ کی رضا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تشریعی و تشریحی دونوں طرح کے اختیارات عطا کیے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ جو فرما دیتے وہ شریعت بن جاتی اور جس سے آپ منع فرماتے وہ امر بھی شریعت بن جاتا۔

حضور ﷺ نے اپنے زمانہ میں ہی اس امر سے آگاہ کر دیا تھا کہ مستقبل میں منکرین حدیث کا فتنہ پیدا ہوگا، جو صرف قرآن کو حجت ماننے کی بات کریں گے، ایسے لوگ اپنے ایمان کو ضائع کر رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں صرف قرآن کو ماننے کا ایک دفعہ بھی حکم نہیں دیا۔ آج ہمیں اپنے اسلامی علم کی بنیاد میں عقیدہ صحیحہ کو مضبوط بنانا ہوگا۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے خطاب کے بعد میڈیا کے نمائندوں نے آپ کے متعدد انٹرویوز بھی کیے جن میں آپ نے اسلام، پاکستان اور عالمی حالات پر سوالات کے جامع جوابات دیئے۔

فضیلۃ الشیخ سید احمد قادری گیلانی البغدادیؒ (بانی حزبِ محاذِ ملی اِسلامی افغانستان) کا وصال

گذشتہ ماہ 21 جنوری 2017ء کو کابل (افغانستان) میں فضیلت مآب الشیخ سید احمد قادری الجیلانی البغدادی (بانی حزب محاذ ملی اسلامی افغانستان) قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم سلسلہ قادریہ کی عظیم روحانی شخصیت تھے۔ آپ کے والد ماجد النقیب الاشراف سید حسن قادری الجیلانی البغدادیؒ 1905ء میں بغداد شریف سے ہجرت فرما کر کابل تشریف لائے اور وہاں سلسلہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کا تعلق غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے خانوادے سے تھا اور النقیب الاشراف سید حسن قادری الجیلانی البغدادیؒ رشتے میں قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الجیلانی البغدادیؒ کے چچا تھے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے افغان قوم کے اس عظیم قائد و رہنما کے وصال پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا۔ شیخ الاسلام نے آپ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ ایک عبقری اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے ہر محاذ پر قیامِ اَمن اور باہمی محبت و رواداری کے فروغ اور افغانستان و افغانوں کی ترقی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فیض کا سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورہ اٹلی

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اپنے دورہ یورپ کے دوران 9 جنوری 2017ء کو اٹلی میں ویٹی کن سٹی پہنچے۔ پاپائے روم کی کیتھولک بین المذاہب کونسل کے نائب صدر فادر مارکس سولو کی خصوصی دعوت پر آپ نے وفد کے ہمراہ ویٹی کن سٹی کا تفصیلی وزٹ کیا۔ منہاج القرآن انٹرفیتھ ریلیشنز کے ڈائریکٹر محترم سہیل احمد رضا اور منہاج القرآن انٹرنیشنل اٹلی کے مرکزی قائدین بھی آپ کے ساتھ تھے۔ کونسل برائے بین المذاہب مکالمہ کے وائس پریذیڈنٹ فادر مارکس سولو، سیکرٹری میڈم آئیزہ بیل نے معزز مہمانوں کو ویٹی کن سٹی آمد پر خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر تعارفی نشست ہوئی، جس میں انہوں نے محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کو ویٹی کن سٹی کی قدیم ترین تاریخ کے حوالے سے بتایا۔ چرچ کی روایات کے مطابق میزبانوں نے آفیشل پروٹو دیتے ہوئے آپ کو ویٹی کن سٹی کا تفصیلی وزٹ کرایا۔

وزٹ کے بعد محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے فادر مارکس سولو کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا انگریزی زبان میں مترجم تاریخی فتویٰ پیش کیا۔ اس موقع پر محترم سہیل احمد رضا نے بھی فادر مارکس سولو اور سیکرٹری میڈم آئیزہ بیل کو محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی کتاب بطور تحفہ پیش کی۔ محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا یہ وزٹ انتہائی کامیاب رہا، جس میں اسلام اور مسیحیت کی بین المذاہب ہم آہنگی کے جذبے کو فروغ ملے گا۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اپنے دورہ یورپ میں 11 جنوری 2017ء کو اٹلی پہنچے۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل کارپی مرکز آمد پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا شاندار استقبال کیا گیا۔ کارپی کے مقامی ہال میں ورکرز کنونشن منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری مہمان خصوصی تھے۔ تلاوت و نعت کے بعد ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کو اٹلی تنظیمات کے کارگردگی سے آگاہ کیا گیا۔ اس موقع پر انہوں نے کارکنان سے میں کارکنان اٹلی کی اعلیٰ کارگردگی کو سراہا اور مزید محنت کرنے کی تلقین کی۔ صدر ساوتھ اٹلی مختار احمد قادری نے استقبالیہ کلمات پیش کئے۔ پروگرام کے اختتام پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تنظیمی عہدیداران سے ملاقات کی۔

منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیر اہتمام ضربِ امن مہم

فروغ امن اور دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لئے ملکِ پاکستان میں نوجوانوں کو دہشت گردی اور انتہا پسندانہ سوچ سے بچانے کے لیے سفیر امن ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فکری اور نظریاتی محاذ پر ملک گیر ضربِ امن مہم کا آغاز کیا۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ نے ضربِ امن مہم کو ملک پاکستان کے نوجوانوں تک لے کر جانے کا عزم کیا۔ منہاج القرآن یوتھ لیگ نوجوانوں کا واحد

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ شیخ طریقت، رہبر شریعت، زیب سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف اور محی الدین اسلامی یونیورسٹی آزاد کشمیر کے بانی حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ قضائے الٰہی سے وصال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور دیگر تمام قائدین و کارکنان نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان کی بلندیِ درجات کے لیے خصوصی دعا کی۔ باری تعالیٰ آپ کے فیوضات کا تسلسل جاری و ساری رکھے اور آپ کے جاری کردہ امور خیر ہمیشہ مخلوق خدا کو نفع رسانی کرتے رہیں۔ منہاج القرآن کے مرکزی وفد نے حضرت پیر صاحب کے ختمِ قل میں بطور خاص شرکت کی اور حضرت پیر صاحب کی علمی، فکری اور معاشرتی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ وفد میں شامل محترم سید فرحت حسین شاہ، محترم صاحبزادہ میر آصف اکبر، محترم صاحبزادہ محمد حسین آزاد نے پیر صاحب کے صاحبزادگان سے خصوصی ملاقات کی اور شیخ الاسلام کا تعزیتی پیغام ان تک پہنچایا۔

نمائندہ فورم ہے جو پچھلے 28 سالوں سے دنیا بھر میں نوجوانوں کی فلاح و بہبود اور تعمیر وطن کے لئے کوشاں ہے۔ نوجوانوں کے اس سب سے بڑے فورم نے ضرب امن مہم کے چار بڑے مراحل کو بڑی کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

پہلا فیز: پہلے فیز میں راولپنڈی اور کراچی میں ضرب امن مہم کی افتتاحی تقریبات ہوئیں۔ ان تقریبات میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کر کے قراردادِ امن پر اپنا پہلا دستخط کر کے اس مہم کا باقاعدہ آغاز کر دیا۔

دوسرا فیز: ضرب امن مہم کے دوسرے فیز میں Peace Workers کی تیاری کے لئے منہاج القرآن یوتھ لیگ کی ٹریننگ کو نسل کے زیر اہتمام خیبر تا کراچی ملک کے چھوٹے بڑے 60 سے زائد شہروں میں ضرب امن ٹریننگ ورکشاپس ہوئیں، جن سے 3 ہزار کے قریب Peace Worker تیار ہوئے جو شاپ ٹو شاپ اور ڈور ٹو ڈور ضرب امن دستخطی مہم کو لے کر چل رہے ہیں۔

تیسرا فیز: ضرب امن کے پیغام اور فکر کو قومی سطح پر اُجاگر کرنے کے لیے اس مہم کے تیسرے فیز میں کراچی تا خیبر ''ضربِ امن سائیکل کارواں'' کا انعقاد کیا گیا۔ جو کہ 20 نومبر 2016ء کو مزارِ قائد کراچی سے روانہ ہوا اور تقریباً 50 شہروں میں سفیرِ امن ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قراردادِ امن کے پیغام پہنچاتے ہوئے ایک مہینے میں پشاور پہنچا۔ یہ ملکی تاریخ میں کسی بھی تنظیم کی سب سے بڑی ایکٹیوٹی تھی۔

چوتھا فیز: ضرب امن کا چوتھا اور آخری فیز نوجوانوں تک براہِ راست قراردادِ امن کے پیغام کو پہنچانا اور ان سے اس قرارداد کی تائید پر دستخط لینا تھا۔ اس مرحلے میں پاکستان بھر میں منہاج القرآن یوتھ لیگ کے نوجوان 3,3 اور 5,5 Peace Workers پر مشتمل ٹیموں کی صورت میں پبلک مقامات میں نکل کر ڈاکٹر طاہر القادری کی قراردادِ امن پیش کر کے اس قرارداد پر دستخط لے رہے ہیں۔ ضربِ امن دستخطی مہم کے ذریعے لاکھوں کی تعداد میں قراردادِ امن پر دستخط لے کر U.N.O سمیت عالمی اداروں میں یہ پیغام دے کر پیش کریں گے کہ پاکستانی یوتھ کی اکثریت امن، محبت، بھائی چارہ اور اعتدال کے ساتھ اور انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف کھڑی ہے۔

☆ کراچی تا خیبر ضربِ امن سائیکل کارواں کی شاندار کامیابی پر قائدِ انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل MQI)، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر MQI) اور محترم خرم نواز گنڈا پور (سیکرٹری جنرل PAT) نے مرکزی یوتھ اور سائیکلسٹ کو خصوصی مبارکباد دی۔

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے نہ صرف اوّل دن سے ضرب امن مہم اور سائیکل کارواں کی سرپرستی فرمائی بلکہ 4 دسمبر کو کارواں کی لاہور آمد کے موقع پر بنفسِ نفیس خود اس کارواں کے شاندار استقبال میں شرکت بھی کی۔ محترم خرم نواز گنڈا پور نے 20 نومبر 2016ء کو کارواں کے آغاز پر کراچی اور 17 دسمبر 2016ء کو کارواں کے اختتام پر پشاور میں خصوصی شرکت کر کے شرکاء قافلہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

☆ کامیاب کارواں کے انعقاد پر مرکزی صدر محترم مظہر محمود علوی نے محترم منصور قاسم اعوان (سیکرٹری جنرل)، ایونٹ کوآرڈینیٹر محترم عصمت علی، محترم حافظ محمد وقار قادری (سینئر نائب صدر)، محمد شعیب مغل (ڈپٹی سیکرٹری جنرل) اور محترم انعام

انتقالِ پُر ملال: گذشتہ ماہ مرکز پر خدمات سرانجام دینے والے درج ذیل احباب کے اعزا و اقارب قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆ محترم محمد یوسف منہاجین (ایڈیٹر ماہنامہ منہاج القرآن) کے تایا جان محترم لعل حسین (مہاجر کیمپ، کوٹلی سوہلاں۔ آزاد کشمیر)

☆ محترم حاجی محمد اسحاق (سینئر ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز) کے پوتے محمد فواد

☆ محترم محمد اشفاق انجم (کمپیوٹر آپریٹر ماہنامہ منہاج القرآن) کے خالو جان محترم محمد صدیق (سرگودھا)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم امیر تحریک صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کے انتقال پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

مصطفوی (ڈپٹی سیکرٹری جنرل ونگران سنٹرل پنجاب) کو خصوصی مبارکباد دی۔

☆ کارواں کے شاندار استقبالات کی تیاری کے سلسلہ میں محترم مظہر محمود علوی (مرکزی صدر منہاج القرآن یوتھ لیگ) نے منہاج القرآن نوجوانوں کو مبارکباد دی، جن میں محترم فہیم خان، محترم بشیر خان مروت، محترم راؤ طیب، محترم شاہد ملک (کراچی)، محترم وقار یونس (حیدرآباد) محترم سیف اللہ بھنگر (گھوٹکی) محترم طاہر جاوید (رحیم یار خان)، محترم محمد عدیل (لیاقت پور)، محترم ڈاکٹر اختر علی (بہاولپور) محترم ارشد علی مرزا (لودھراں)، محترم بلال نون (ملتان)، محترم عثمان جٹ، محترم رانا رمضان (چیچہ وطنی)، محترم مبشر وسیم (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، محترم رانا وحید شہزاد، محترم زین العابدین (فیصل آباد)، محترم جمشید ڈوگر، محترم آصف جاوید بھٹی (شیخوپورہ)، محترم حاجی فرخ خان (لاہور)، محترم عرفان تھیم محترم افضل گجر (گوجرانوالہ)، محترم سلیم رضا ایڈوکیٹ (گجرات)، محترم زین العابدین، محترم ڈاکٹر امانت (جہلم)، محترم چوہدری عزیز سبحانی، محترم جواد نقوی (آزاد کشمیر)، محترم قمر شوکید، محترم جاوید قریشی (اسلام آباد)، محترم وسیم خٹک (راولپنڈی)، محترم شاکر زمان (حسن ابدال)، محترم صاحبزادہ منیب (نوشہرہ)، محترم صاحبزادہ عبیداللہ، محترم شاہد مرزا، محترم محمد عمران (پشاور) شامل ہیں۔

☆ کارواں کے شاندار استقبالات کی تیاری کے سلسلہ میں محترم مظہر محمود علوی (مرکزی صدر منہاج القرآن یوتھ لیگ) نے PAT اور تحریک منہاج القرآن کے جملہ مرکزی قائدین کا خصوصی شکریہ ادا کیا جن کی سرپرستی سے یہ اہم پروگرام ممکن ہو۔

☆ بالخصوص سینئر یوتھ کونسل کے قائدین جن میں محترم بشیر خان لودھی، محترم منصور بلال، محترم اشفاق ہمزالی، محترم میاں کاشف، محترم بابر چوہدری، محترم بلال مصطفوی، محترم اشتیاق چوہدری، محترم مسعود عثمانی، محترم چوہدری علی رضا نت اور محترم سلمان (فرانس) شامل ہیں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے کارواں کی مالی معاونت کی۔

خانقاہ ڈوگراں اور گجرات میں اجتماعی شادیوں کی پروقار تقاریب

خانقاہ ڈوگراں: (رپورٹ: محمد بلال طارق): خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اور دارالاحسان ویلفیئر فاؤنڈیشن رجسٹرڈ کے تعاون سے اجتماعی شادیوں کی 13 ویں تقریب گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول کے سبزہ زار میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر 15 جوڑوں کی رخصتی کا اہتمام کیا گیا جن میں ایک جوڑا مسیحی تھا۔ تقریب کی صدارت محترم خرم نواز گنڈا پور (مرکزی سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک) نے کی جبکہ دیگر مہمان شخصیات میں محترم پیر صوفی محمد شہاب چشتی (نظامی آستانہ عالیہ دھنولہ شریف)، محترم محمد اسلام طفیل، محترم سیٹھ زاہد عنائت، محترم صوفی محمد طفیل قادری، محترم چوہدری ریاست علی چدھڑ، تحریکِ انصاف کے رہنما محترم الحاج ملک محمد اعظم، محترم نثار احمد بلوچ (چیرمین پریس کلب)، محترم اقبال اکبر چیمہ (اٹلی)، محترم ڈاکٹر محمد اعظم بھٹی (چیرمین حی القیوم فاؤنڈیشن)، محترم رانا محمد اقبال توگیروی، محترم حاجی طارق محمود مغل (صدر پریس کلب) اور علاقہ کی اہم سیاسی و سماجی کاروباری مذہبی شخصیات نے شرکت کی۔

تقریب کے آرگنائزر محترم حاجی طارق محمود عاجز کی طرف سے ہر دلہن کو ایک ایک لاکھ مالیت کے تحائف دیئے گئے

محترم انجینئر محمد رفیق نجم کی بطور نائب ناظم اعلیٰ کوآرڈینیشن تقرری

گذشتہ ماہ چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے محترم انجینئر محمد رفیق نجم کو نائب ناظم اعلیٰ کوآرڈینیشن کی ذمہ داریاں سونپیں۔ موصوف اپنی ذمہ داریوں کے تناظر میں قائمہ کمیٹی اور انتظامی و مالیاتی کمیٹی کے بھی ممبر ہوں گی۔ موصوف حسب سابق سنٹرل پنجاب اور لاہور کے تنظیمی امور کے براہ راست ذمہ دار بھی ہوں گے۔

محترم تنویر احمد خان کو نائب ناظم اعلیٰ فورمز کی ذمہ داریاں تفویض کی جارہی ہیں۔ آپ حسب سابق فورمز کے تنظیمی امور کے نگران ہوں گے جبکہ فورمز کے انتظامی امور نائب ناظم اعلیٰ کوآرڈینیشن دیکھیں گے۔

ہفتہ تقریبات قائد ڈے کا آغاز

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 66 ویں سالگرہ کی تقریبات کا سلسلہ تادمِ تحریر مرکزی سیکرٹریٹ لاہور سمیت ملک بھر کی تنظیمات اور دنیا کے 100 سے زائد ممالک میں موجود اسلامک سنٹرز میں نہایت جوش و خروش سے جاری و ساری ہے۔ ان تقاریب میں قرآن خوانی، محافل نعت، محافل سماع، دعائیہ تقریبات، کیک کاٹنے کی تقریبات، سفیرِ امن سیمینارز، شیخ الاسلام کی تصانیف کی نمائش اور تحریک کی جملہ فورمز کی منعقدہ تقریبات شامل ہیں۔ ان پروگرامز میں ملک کے معروف سیاسی، مذہبی، سماجی رہنما، طلباء، تاجر، وکلاء اور مختلف مذاہب کے رہنما بطور خاص شرکت کر رہے ہیں۔

ان پروگرامز میں شیخ الاسلام کی قومی و بین الاقوامی خدمات، کرپشن کو بے نقاب کرنے، آئین کا پیغام دینے، نظام کی تبدیلی کیلئے جدوجہد، بیداری شعور اور فلاحی، دینی، تعلیمی، سماجی، سیاسی و روحانی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا جا رہا ہے۔

ان جملہ پروگرامز اور تقاریب کی تفصیلی رپورٹ ان شاء اللہ ماہ اپریل 2017ء کے شمارہ میں شائع کی جائیں گی۔

جن میں ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیا شامل تھیں۔

محترم خرم نواز گنڈا پور نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کی قیادت میں غریب دکھی انسانیت کی خدمات میں مصروفِ عمل ہے۔ ہمارے مراکز دنیا بھر میں عملی طور پر کام کر رہے ہیں۔ جو کام ریاست کو کرنا چاہئے وہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اور دارالاحسان فاؤنڈیشن کر رہی ہے۔ حکمرانوں کو کرپشن اور لوٹ مار کی دولت اکٹھی کرنے سے فرصت نہیں ہے۔ اس خوبصورت تقریب کے اہتمام پر تقریب کے آرگنائزر محترم حاجی طارق محمود عاجز کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

تقریب میں شامل مہمان شخصیات نے تمام دولہوں اور دلہنوں کو تحائف دیئے۔ ہر بارات کی طرف سے پچاس مہمان مدعو تھے۔ جن کے لئے پرتکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

گجرات: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن گجرات کے زیراہتمام 13 شادیوں کی اجتماعی تقریب قندفشاں میرج ہال گجرات میں ہوئیں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے مرکزی ڈائریکٹر سید امجد علی شاہ مہمان خصوصی تھے۔ مرکزی نائب ناظم اعلیٰ علامہ سید فرحت حسین شاہ، پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی رہنما ساجد بھٹی، عمر ریاض عباسی، اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان کے ممبر صاحبزادہ پیر سید سعید احمد شاہ گجراتی نے بھی خصوصی شرکت فرمائی۔

تقریب میں علامہ مظہر حسین، علامہ محمد احمد رضا، چودھری ریاست علی چدھڑ، راجہ ندیم، چوہدری وسیم ہمایوں، چوہدری عطاء اللہ گل، چوہدری کلیم وڑائچ چیئرمین یونین کونسل گورالی، مرزا طارق بیگ، چوہدری محمد اکرم، چوہدری سلیم شکتی، محمد پرویز، صاحبزادہ پیر سید زوار حسین شاہ، چوہدری علی ابرار جوڑا، مہر مشتاق، چوہدری شاہد، محمد اسماعیل، ڈاکٹر سرور، ڈاکٹر ندیم بھٹی، میاں محمد ریاض انصاری سمیت مختلف مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات نے بھی بھرپور شرکت کی۔ تلاوتِ قرآنِ مجید اور نعتِ رسول مقبول ﷺ کے بعد اجتماعی شادیوں کے روحِ رواں محترم حاجی ارشد جاوید وڑائچ تقریب میں شریک معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن محترم سید امجد علی شاہ نے تقریب سے اظہارِ خیال کرتے ہوئے حاجی ارشد جاوید وڑائچ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ شادیوں کے اتنے بڑے منظّم پروگرام کے انعقاد پر انصرام و انتظام کا سہرا حاجی ارشد جاوید کے سر ہے، جنہوں نے غریبوں کے ساتھ خوشیاں منانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہدایات پر تحریک منہاج القرآن مخلوق خدا کی خدمت میں مصروفِ عمل ہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن الحمدللہ ہر شعبے میں خدمتِ خلق کا فریضہ بھرپور ادا کر رہی ہے۔ ربیع الاول کے مہینہ میں حضور ﷺ کی عمر مبارک کی نسبت سے 63 اجتماعی شادیوں کا انتظام کیا گیا اور الحمدللہ آج یہ ہدف پورا ہو چکا ہے۔ تحریک منہاج القرآن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے کارکنوں کو حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کے تحفظ کا جو شعور دیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ❁❁❁❁❁❁

سانحہ ماڈل ٹاؤن: احتجاجی ریلی (لاہور)

منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیر اہتمام ضربِ امن مہم

خانقاہ ڈوگراں اور گجرات میں اجتماعی شادیوں کی پروقار تقاریب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
MAR-2017
Regd CPL No.41